DATA ENTERED

جدید جاہلیت

اَلجَاهِلِيَّةُ فِي القَرنِ العَشرِين

56

محمد قطب

ترجمہ

ساجد الرحمٰن صدیقی

اسلامک بک پبلشرز: پوسٹ بکس ۲۰۲۱۰ کویت

UNIVERSAL BOOKS
302 Zulqarnain Chambers
Qanpal Road, Lahore.

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلا کر اور انسان کو یہ بتلا کر کہ الوہیت اور حاکمیت مطلقہ صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ انسان ہی کو عزت کرامت اور آزادی عطا کی ہے جو اللہ کی عبادت چھوڑ کر انسان کو ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتی!

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی بندگی کا اس لیے حکم نہیں دیا کہ ان کی بندگی کی اللہ کو کوئی ضرورت تھی!

مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ (الذاریات۔ ۵۷)

میں ان سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ کہ وہ مجھے کھلایا کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ انسانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے خالق رازق اور موت وحیات کے مالک کی عبادت کریں!

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر یہ مہربانی فرمائی کہ اس فرض کی ادائیگی میں بھی ان کے لیے خیر پنہاں کر دی — اللہ کے بندے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ان کا خالق رب اور الٰہ ہے۔ پھر یہ عبادت ان کے لیے خیر و برکت اور ذخیرۂ آخرت بھی بنا دی جاتی ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کی عبادت سے مستغنی ہے —

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (عنکبوت ۶)

اور جو شخص محنت کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے کرتا ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کو تمام جہان والوں میں سے کسی کی حاجت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اللہ کو الوہیت اور حاکمیت میں منفرد سمجھیں اور اللہ کے سوا کسی قانون کو نہ مانیں۔ بلکہ اللہ ہی کے قانون کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں — اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (المائدہ ۴۹)

ان کی اس بات سے احتیاط رکھیے کہ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کے کسی حکم سے بھلا دیں۔

اس مطالبہ سے اللہ تعالیٰ کا منشا انسانوں کو انسانوں کی غلامی اور بندگی سے آزاد کرانا ہے اور

Marfat.com

اس "طاغوت" کے پنجے سے انسانیت کو چھڑانا ہے۔ جو انسانوں کی بندگی کے صلے میں رونما ہوتا ہے۔ جس کے بھیانک آثار ہم جاہلیتِ جدیدہ میں اور تاریخ کی ہر جاہلیت میں پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ انسانیت حقیقی اور بھرپور آزادی سے ہمکنار ہو وہ آزادی جو انسانیت کو اپنے کسی بھی خود ساختہ نظام میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انسانوں کے تراشے ہوئے ہر نظام میں انسان طبقہ حاکمہ کے غلام ہوتے ہیں اور طبقہ حاکمہ اپنے مفادات کے لیے باقی انسانوں کا استحصال کرتا رہتا ہے!

اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ بنی نوع انسانوں کو کرامت عطا کرے، جو اس صورت میں ممکن ہے کہ تمام انسان اللہ کی بندگی کریں اور ہر اس طاغوت کا سر کچل دیں، جو لوگوں سے کہے کہ "میں لوگوں کا قانون ساز ہوں۔ میں لوگوں پر غالب ہوں۔ لوگ میرے ارادے کے سامنے سرنگوں ہیں۔ اور میں جس طرح چاہوں لوگوں کی زندگی تشکیل کروں۔ کوئی مجھے روکنے والا نہیں ہے"!

اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ لوگوں کو عزت حاصل ہو ـــــ اور یہ عزت اسی وقت ممکن ہے جب معاشرے کا ہر فرد یہ محسوس کرے کہ اسے بھی قانون میں اتنا ہی حق ہے۔ جتنا معاشرے کے دیگر افراد کا ہے۔ جتنا انسان کا سرمایہ جدوجہد ہو۔ اتنا ہی وہ قانون سے قریب تر ہو جائے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ — اللہ کے نزدیک تم میں سے بہتر وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

یہ نہیں کہ جس کے پاس مال و دولت یا قوت و طاقت ہو وہ قانون کی ناک جس طرح چاہے موڑ دے!

اسلام کے اس منفرد اور بے مثل نظام میں انسانیت کو عزت، کرامت اور بھرپور حقیقی آزادی ملتی ہے اور لوگوں کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ آزادانہ بیعت کے ساتھ جس کو چاہیں۔ اپنا ولی امر منتخب کر لیں۔

لیکن اسلام میں ولی امر اپنی ذات کے لیے قانون نہیں بناتا نہ وہ لوگوں کی گردنوں کا مالک بن جاتا ہے اور نہ ان کو اپنے سامنے سرنگوں کر سکتا ہے ـــــ وہ تو صرف اللہ کے نازل کردہ احکام کو نافذ کرتا ہے۔

ولی امر کی بیعت اسی لئے کی جاتی ہے اور اسے حکومت اسی لئے دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ

اللہ کے قانون کو نافذ کرے۔ اللہ کا قانون نہ کسی طبقہ کا خود ساختہ ہے اور نہ اس میں کسی طبقہ کے مفادات کو سامنے رکھا گیا۔ اللہ کا قانون تو تمام انسانوں کی مصالح کو مدنظر رکھتا ہے۔!

اسلام میں بھی ولی امر ــــ خلیفہ ــــ انسانوں ہی میں سے ہوتا ہے۔ لیکن اسے کوئی مخصوص طبقہ منتخب نہیں کرتا اور نہ اس کے انتخاب میں کوئی خاص گروہ مدد پہنچاتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں کسی طبقہ کی کوئی مصلحت نہیں ہے کہ وہ کسی خاص شخص کو منتخب کرے یا اسے دوسروں پر فضیلت دے۔ سوائے اس کے کہ اس شخص میں ولایت کی اہلیت پائی جائے۔ کیونکہ جو شخص اسلامی نظام میں ولی امر یا خلیفہ ہوتا ہے اسے یہ اختیار تو حاصل نہیں ہوتا کہ وہ خاص طبقہ کے مفادات کے مطابق قانون سازی کرے اور اس طبقے کے مفادات کو عام مسلمانوں کے مصالح پر ترجیح دے سکے۔!

جب تک کسی مخصوص طبقے کے پاس عام لوگوں سے زیادہ طاقت و قدرت نہ ہو۔ وہ کیسے لوگوں کو اس پر مائل کر سکے گا کہ فلاں شخص کو خلیفہ منتخب کریں اور فلاں کو نہ کریں، اور اسلام میں کسی بھی طبقے کو باقی لوگوں پر کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے!

ہاں یہ ممکن ہے کہ غلطی سے کسی ایسے شخص کی بیعت کر لی جائے جو ولی امر بننے کا اہل نہ ہو۔ اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ کمزور ارادہ اور قلیل تجربہ ہے اور صاحب رائے نہیں ہے۔ پھر بھی تمام ذمہ داری عامۃ المسلمین پر ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہی اسے ارادے سے منتخب کیا ہے، اور وہ جب چاہیں تو اسے ہٹا بھی سکتے ہیں!

یہ ہے وہ نظام جس میں انسان کو حقیقی عزت اور بھرپور آزادی حاصل ہوتی ہے!

اگر کسی وقت ایسا ہو کہ خلیفہ اور تمام مسلمان محسوس کریں ایک خاص مسئلہ میں اللہ کی شریعت میں کوئی حکم موجود نہیں ہے تو وہ اسے سنت رسولؐ میں تلاش کریں گے اور اجماع قیاس اور اجتہاد سے مدد لیں گے اور مشورہ کی بنیاد پر اس مسئلہ کو حل کریں گے!*

بہرکیف اسلام کے سیاسی نظام کے مندرجہ ذیل چند اصول مدنظر رکھنے چاہئیں۔

اسلام میں کوئی طبقہ مالکین نہیں ہے۔ جو اپنے مفادات کے لیے باقی تمام انسانوں کا استحصال کرے!

اسلام میں ولی امر کی آزادانہ بیعت ہوتی ہے اور نہ وہ کسی طبقہ کے مفادات کے لیے قانون بنا سکتا ہے!

* حاشیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

اسلام میں ولی امر اللہ کے قانون کو نافذ کرتا ہے۔ اس کے اقتدار کا دائرہ بس اتنا ہی ہے کہ وہ اللہ کے قانون کو نافذ کرے!

اسلام میں ولی امر اگر الٰہی قانون میں کسی مسئلہ کا حل نہیں پاتا۔ تو اسے یہ اختیار نہیں کہ وہ جو چاہے قانون بنا دے بلکہ وہ قانون سازی میں ان تمام اصولوں کو مدنظر رکھے گا جو اسے آخر الامر اللہ کی نازل کردہ حدود میں رکھیں!

"سیاست علی منہج اللہ" کے مندرجہ بالا اصول ہی درحقیقت انسان کی حریت اور عزت کے ضامن ہیں اور انسان کو طاغوت کے چنگل میں جانے سے بچانے والے ہیں!

اگر ہم اسلامی سیاست کے مندرجہ بالا اصولوں کا تاریخ کی دیگر جاہلیتوں۔ بالخصوص جدیدہ سے موازنہ کر کے دیکھیں تو یہ بات ہماری سمجھ میں آجاتی ہے کیوں اللہ تعالیٰ نے حاکمیت کا حق صرف اپنے پاس رکھا اور کیوں اللہ نے صرف اپنے آپ کو انسانیت کے لیے قانون ساز متعین فرمایا!

جاہلیت نے انسان کو گمراہ کر کے یہ سمجھایا کہ انسان اللہ کے قانون سے بے نیاز ہے اور جاہلیت نے اللہ کی حاکمیت سے انکار کر کے حاکمیت کا حق دار اپنے آپ کو سمجھا۔ چنانچہ انسانیت اس طغیان و سرکشی کا شکار ہو گئی۔ جو ہم سرمایہ دارانہ آمریت اور اشتراکی آمریت میں دیکھ رہے ہیں — ان دونوں آمریتوں میں انسانیت ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئی!

※ میں نے اپنی کتاب "جمود و ارتقاء" میں ان تمام عناصر کو بیان کیا ہے جو ثابت ہیں اور ان کو بھی جن میں نمو پایا جاتا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اسلام کس طرح ان دونوں صورتوں سے نمٹتا ہے چنانچہ اسلام نے امور ثابتہ میں ناقابل تغیر شریعت ثابتہ دی ہے اور قابل تغیر مسائل میں ایک ایسا لچکدار نظام دیا ہے کہ جوں جوں پیش آمدہ نسلیں ارتقائی مراحل طے کرتی جائیں۔ یہ نظام اس کے مطابق قوانین وضع کر سکے۔ اسی لئے شریعت ثابت اور غیر متغیر ہے۔ لیکن فقہ ہمیشہ نمو پانے والا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا" لوگوں کے سامنے جس قدر مسائل آتے رہیں گے۔ اسی قدر انہیں فیصلے ملتے رہیں گے"۔

Marfat.com

حاکمیت کا اختیار صرف اللہ کے لیے مخصوص کر دینا ہی وہ واحد طریقہ کار ہے، جو انسان کو سرکش آمریت سے نجات دلا کر آزادی سے ہمکنار کر سکتا ہے اور انہیں اللہ کے قانون کے زیرِ سایہ ان کے امور کا ان کو مالک بنا سکتا ہے!

پھر اگر کبھی طاغوت اپنی حکمرانی کا اعلان کرے۔ لوگ اسے ختم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ طاغوت کا وجود "تاریخ کی کوئی مادی جبریت" نہیں ہے — اور نہ طاغوت اس لیے ابھرتا ہے کہ اس سے ایسے طبقہ کی مصالح متعلق ہیں جس کی حکمرانی کا تاریخی دور آگیا ہے!

طاغوت تو اس لیے ابھرتا ہے کہ لوگ اللہ کے قانون میں تساہل برتنے لگتے ہیں۔ حالانکہ لوگ جب چاہیں طاغوت کو ختم کر کے اللہ کے قانون کو نافذ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ان کو اس کے لیے کتنی ہی قربانیاں کیوں نہ دینی پڑیں اور کتنے ہی خطرات سے کیوں نہ گزرنا پڑے۔ کیونکہ یہ سب قربانیاں بہرحال ان قربانیوں اور ان مصائب سے کم ہی ہوں گی، جو طاغوت کی زیرِ حکمرانی انسانیت کو برداشت کرنی پڑیں گی۔!

ایک بات اور ذہن نشین کر لینے کے قابل ہے کہ اللہ کا قانون ہی انسانیت کے لیے بعینہٖ عدل کامل اور خیر خالص ہے!

اور — یہ امر بھی قابل وضاحت ہے کہ انسانوں کو آزادی حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر وہ انسانوں کو قانون سازی کے اختیار دیتے رہے۔ اور ظالم اقتدار سے نہیں نکل سکتے جب تک اللہ کے قانون کو نافذ نہ کر لیں۔

اللہ کے قانون نے، انسانوں سے قانون سازی کے اختیارات ختم کر کے، انسان کی کرامت فاعلیت اور تقدم میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ بلکہ انسان کو آزادی کی وہ راہ سجھائی ہے۔ جس پر چلے بغیر انسان طاغوت سے کسی قیمت آزاد نہیں ہو سکتا۔

"سیاست علی منہج اللہ" کے چند اصول بیان کرنے کے بعد اب ہم اقتصاد، اجتماع اور اخلاق وغیرہ کے بارے میں گفتگو کریں گے کہ اسلام اس سلسلہ میں کیا رہنمائی کرتا ہے!

اقتصادیات — میں جاہلیت کے بگاڑ کے دو بنیادی اسباب ہیں:

طریقۂ ملکیت — اور — طبقہ مالکین کا طبقہ حاکمہ ہونا۔

Marfat.com

اللہ کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم ان دونوں بیماریوں کا علاج کرتی ہے۔

اوّل تو اسلام کسی بھی طبقہ کے اقتدار کو تسلیم نہیں کرتا کہ وہ بعد میں باقی انسانوں پر ظلم کرے۔ بلکہ اسلام حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ کے لیے مخصوص کر دیتا ہے۔ اور انسانوں کو اس حق سے محروم قرار دیتا ہے۔!

دوم مسئلہ ملکیت میں بھی اسلام "موضوعی انصاف کی راہ اپناتا ہے!

اگر سرمایہ داری "غیر محدود انفرادی ملکیت" کی قائل ہے۔ جس کا نتیجہ غیر مالکین کی غلامی ہے۔ اور ـــــ اگر اشتراکیت سرے سے ملکیت ہی کو ختم کر دیتی ہے ـــــ

ـــــ جس کا نتیجہ بھی غیر مالکین کی غلامی ہے ـــــ

تو اسلام نہ تو انفرادی ملکیت کا قطعاً خاتمہ کرتا ہے ـــــ اور نہ اس کو غیر محدود رہنے دیتا ہے۔

کیونکہ انفرادی ملکیت کا خاتمہ تمام سرمایہ کو حکومت کے ہاتھوں میں منتقل کر دیتا ہے اور لوگ ایک لقمہ کی خاطر حکومت کے غلام بن جاتے ہیں!

اسلام اپنا سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی نظام اس بنیاد پر قائم کرتا ہے کہ لوگ اپنے ولی امر ـــــ خلیفہ ـــــ کے نگران ہیں۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کس حد تک اللہ کے قانون کو نافذ کر رہا ہے۔ اگر کسی وقت خلیفہ غلطی کرتا ہے تو لوگ اسے متوجہ کرتے ہیں اور اگر وہ اللہ کے قانون کی خلاف ورزی کرے تو عامۃ المسلمین اسے خلافت سے ہٹا دیتے ہیں۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور تم میں ایک جماعت ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں۔

(آل عمران ۱۰۴)

حدیث رسولؐ ہے:

"اگر تم میں سے کوئی شخص برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے۔ اگر قدرت نہ ہو تو زبان سے اسے برا کہے اور اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل میں برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمتر درجہ ہے"۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا :-

"تم میری اطاعت کرتے رہو۔ جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا ہوں، اور اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو تمہارے اوپر میری اطاعت نہیں ہے"۔

ظاہر ہے اگر لوگ دو روٹی کے لیے حکومت کے غلام ہوں تو مندرجہ بالا نظام تشکیل نہیں پا سکتا۔

اسلام ایک واقعیاتی نظام ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ فرشتے بن جائیں اور نہ اس کا مدعا یہ ہے کہ سب اولوالعزم ہو جائیں۔ اسلام انسانوں سے جو برتاؤ کرتا ہے۔ اس میں ان کی قوت وضعف، اور ان کا تنزل وارتقا مدنظر ہوتا ہے۔ اسی لئے اسلامی نظام واقعیاتی بنیادوں پر استوار ہے۔

اسلام جابر سلطان کو ہٹانے میں لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ اور اسلام چاہتا ہے کہ لوگوں کے رزق کے سرچشمے تمام کے تمام ان کے اپنے ہاتھوں میں ہوں اور مصادر رزق پر حکومت کی اس قسم کی بالادستی نہ ہو کہ ایک دانۂ گندم بھی حکومت کے ہاتھ سے لوگوں کے منہ تک پہنچے۔

دوسری جانب اسلام "غیر محدود انفرادی ملکیت" کو بھی برداشت نہیں کرتا کہ اس کے نتیجے میں معاشرہ ظلم وطغیان کا شکار ہو جائے!

اس لئے اسلام "ملکیت" پر کچھ ایسی موضوعی بندشیں لگاتا ہے۔ جن سے دولت چند ہاتھوں میں جمع نہ ہونے پائے۔

سب سے پہلے "ملکیت کے وسائل کی تحدید کر دی کہ یہ وسائل حلال وطیب ہونے چاہئیں۔

— وراثت کا قانون جاری کیا۔ تاکہ ہر نسل کے بعد دولت تقسیم ہوتی رہے۔

زکوٰۃ مقرر کی جو اصل سرمایہ اور منافع پر سال بسال لی جاتی ہے۔

سود اور اجارہ داری کو حرام قرار دیدیا۔

پھر جیسے اسلام نے ولی امر کو یہ اختیار دیا کہ وہ جب بھی لین دین کے طریقوں میں کوئی بگاڑ پیدا ہوا انہیں اسلامی اصولوں کے مطابق درست کر دے۔ اسی طرح رزق کے

Marfat.com

سرچشمے عوام کے ہاتھ میں دے دیئے تاکہ عوام لقمۂ خبز کے لیے حکومت کے محتاج نہ بن جائیں !

سود اور اجارہ داری سرمایہ داری کی دو عظیم مصیبتیں ہیں، یہ دونوں عوام سے دولت سمیٹ سمیٹ کر سرمایہ داروں کے پاس جمع کر دیتے ہیں ۔

اگر اسلام کے الٰہی نظام ہونے پر کسی دلیل کی ضرورت پیش آئے تو یہ بہت بڑی دلیل ہوگی کہ سرمایہ داری کا فساد و طغیان مخلوق خدا کی ذلت، خوفناک سامراج اور اقوام عالم کا استحصال جب اسلام نازل ہوا، اس وقت انسانیت کے سامنے نہیں تھے اور نہ یہی واضح تھا کہ 'سرمایہ داری' سود اور اجارہ داری کی بنیادوں پر قائم ہوگی ـــــ مگر ـــــ

پھر بھی اسلام نے سود اور اجارہ داری کو حرام قرار دیا تاکہ یہ معلوم کہ یہ نظام ربانی اور اللہ کا نازل کردہ ہے !

اس وقت اسلامی اقتصادیات بیان کرنے کا موقع نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ اس موضوع کے لیے مستقل کتابیں موجود ہیں ۔

البتہ چند کلیدی امور پیش کیے دیتے ہیں ۔

"اسلامی اقتصادیات کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ مال اللہ کا ہے اور انسانی جماعت اس مال میں اللہ کی خلیفہ ہے ـ اور یہ انسانی جماعت اس مال کے تصرف میں اللہ کی نازل کردہ تمام حدود و شرائط کی پابند ہے ـــ خواہ یہ شرائط مبادیٔ کلیہ کی شکل میں ہوں ـ یا قوانین جزئی ہوں ـــ

اور ـــ فرد اس مال میں مولف ہے۔ فرد کا کام یہ ہے کہ وہ انفرادی ملکیت کی بنیاد پر اپنی کوشش کے بالمقابل تصرف کرے اور یہ تصرف خود اس فرد اور پوری جماعت کی فلاح کا ضامن ہو اور اللہ کی مقرر کردہ شرائط کی حدود میں ہو۔

اگر فرد نے اپنے حق ملکیت کو غلط استعمال کیا ہے تو اس سے یہ حق ملکیت ختم ہو کر جماعت کے ہاتھوں میں منتقل ہو جائے گا کیونکہ جماعت ہی اس کی اصل مالک ہے !

مندرجہ بالا اصول ـــ انفرادی ملکیت سے ـــ جس پر اسلامی نظام قائم ہے ـــ

نہیں ٹکراتا۔ البتہ اس سے یہ ضمانت مل جاتی ہے کہ فرد اپنی ملکیت میں حسن تصرف کرے گا اور اپنے مال میں سے جماعت کا مقررہ حق ادا کرتا رہے گا۔ جیسے زکوٰۃ وغیرہ۔ انفرادی ملکیت بدستور باقی رہے گی۔ سوائے ان موارد عامہ کے جو عام ملکیت میں ہوں:

وَآتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ آتَاكُمْ۔ (النور ۳۳) — اور اللہ کے دیئے ہوئے اس مال میں سے ان کو بھی دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا — اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مایۂ زندگانی بنایا ہے۔ (النساء ۵)

اس کے بعد اسلامی اقتصادی نظام "تقسیم دولت" کا اصول رکھتا ہے۔

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ۔ — تاکہ وہ مال تمہارے تونگروں کے قبضے میں نہ آجاوے۔ (الحشر ۳)

اسلام اس امر کی اجازت نہیں کہ دولت سرمایہ داروں کے پاس جمع ہو جائے، بلکہ دولت کو بہت سے ہاتھوں میں تقسیم ہونا چاہیئے، تاکہ سرمایہ کی طبعی گردش قوم کے تمام افراد کے ہاتھوں میں ہوتی رہے!

اسلام میں مجبور و محروم کے بھی حقوق ہیں۔ ان حقوق کو جماعت وصول کرے گی، اور محتاجوں پر صرف کرے گی۔ غیر سوالی کا حق تھا۔

وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ — اور ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق تھا۔ (الذاریات ۔ ۱۹)

یہ حق — زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے حقوق و واجبات بوقت ضرورت سرمایہ داروں سے وصول کیے جاتے ہیں۔

پھر اسلام میں کچھ قواعد کسب مال اور تعامل کے بھی ہیں۔ اگر کسی تعامل میں کسی فرد یا جماعت کا نقصان ہو تو اسلام اسے جائز نہیں قرار دیتا۔ اسی لئے لوٹ، چوری، دھوکہ اور اجارہ داری کی اجازت نہیں ہے۔ جیسا کہ سود — جو ان تمام وسائل میں بدترین وسیلہ ہے بھی

Marfat.com

حرام ہے!

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو۔ اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ پھر اگر تم اس پر عمل نہ کروگے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (البقرہ ۲۷۹)

اسلام نے پاکیزہ امدادِ باہمی کا بھی حکم دیا ہے۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

اور اگر تنگ دست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے اور معاف کردو تو یہ زیادہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم کو ثواب کی خبر ہو۔ (البقرہ ۲۸۰)

یہ عام قواعد ہیں اور یہ وہ خاکہ ہے۔ جس میں اقتصاد اسلامی بغیر رکاوٹ کے نشوونما پاتا ہے سوائے ان پابندیوں کے جو بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔

یہ وہ طریقہ ہے۔ جس پر منہج ربانی، اقتصادی امور کو درست کرتی ہے۔ لوگوں کو ظلم سے روکتی ہے اور ان کو طاغوت کی غلامی میں جانے سے بچاتی ہے۔

ان بنیادی اصولوں کے ساتھ ہم ایک اہم حقیقت بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں، جو اقتصادیات میں اللہ کی صراط مستقیم کا طرۂ امتیاز ہیں۔

اسلامی تصور انسان کو "جبریتوں" کا غلام نہیں بناتا۔ خواہ مادی جبریت ہو یا اقتصادی جبریت یا تاریخ کی جبریت! ——— بلکہ ———

اسلامی نظام میں انسان اپنے اقتصاد اور اپنے مجتمع کی خود تشکیل کرتے ہیں ——— اسلام کسی قسم کے ایسے جبری اطوار کو نہیں تسلیم کرتا۔ جو لوگوں کی زندگیوں کو معین قالب میں "ڈھالیں" یا کوئی طبقہ دوسرے پر حاکم ہو۔ اس لئے کہ اقتصادی جبریت نے اس طبقہ کو ملکیت اور اقتدار دے دیا!

یہ سب باتیں جاہلیت کے زیر سایہ ہوتی ہیں ۔

اسلام ہیں تو لوگ صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں "مادی جبریت" کی نہیں ۔

اسلام اس گئے گذرے دور میں بھی بڑی حد تک بگاڑ کو پھیلنے سے روکتا ہے ! چنانچہ یورپ کی بھیانک جاگیرداری اسلامی دنیا میں اپنی 'جبریت' مسلمانوں پر اس طرح مسلّط نہ کر سکی، جیسی یورپ میں کی ہے ۔

اسلامی تصوّر میں انسان ہی قوت فاعلہ ہے اور کائنات پوری کی پوری اس کے لیے مسخر کر دی گئی ہے :

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ

اس نے زمین و آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا سب کچھ اپنے پاس سے ۔ (الجاثیہ - ۱۳)

اسلام میں انسان اپنا اقتصادی نظام اپنے تصوّر و عقیدہ کے مطابق اپنے ارادے سے تشکیل کرتا ہے ۔ وہ کسی "تاریخ کی مادی جبریت" کے سامنے ذلیل و خاضع نہیں ہے !

اسلام انسان کو یہ فعال ایجابیت عطا کر کے اسے عالم تصوّر میں محترم اور دنیائے عمل میں اس کے اقدام کو درست کرتا ہے — اس طرح انسانی معاشرہ ظلم، انحراف اور فساد سے بری ہو جاتا ہے ۔

اجتماعی مسائل میں، اللہ کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم فرد اور مجتمع کے درمیان کھلا کھلا توازن اور معاشرے میں مرد و زن کے تعلقات کو بہتر بنیادوں پر استوار کرتی ہے ۔

فرد و مجتمع اسلام کی نظر میں دو متحارب فریق نہیں ہیں ۔

انسان کو اللہ کی عطا کردہ خلافت فرد اور مجتمع دونوں کو شامل ہے — اور انسان بھی فرد اور مجتمع دونوں کو شامل ہے ۔

اس لئے فرد و مجتمع میں کوئی نفرت اور کوئی بالادستی نہ ہونی چاہیئے ۔!

جس نظریہ میں مجتمع کو فرد کا دشمن تصوّر کیا جاتا ہے ۔ وہ مجتمع کو کچلنے کی کوشش کرتا ہے اور جس نظریہ میں فرد کو مجتمع کا دشمن تصوّر کیا جاتا ہے ۔ اس میں فرد سے ہر خیر و خوبی کی نفی ہے — یہ

Marfat.com

دونوں ہی تصورات انتہا پسند اور بگاڑ کا شکار ہیں۔

اعتدال کی راہ یہ ہے کہ فرد مجتمع سے ہے اور مجتمع فرد سے بنتا ہے۔ ان دونوں میں کوئی فصل وانقطاع نہیں ہے!

بگاڑ کا شکار اور انتہا پسند حالات میں سرکش فرد رونما ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس کے گرداگرد پھیلے ہوئے معاشرے کے بندھن اسے انحراف کی راہ پر نہیں چلنے دیں گے۔ چنانچہ وہ معاشرے کو توڑ پھوڑ کر اس پر بھی بگاڑ مسلط کر دیتا ہے۔

کبھی سرکش معاشرہ ابھرتا ہے جو فرد کی استقامت گوارا نہیں کرتا۔ چنانچہ اس کو کچل ڈالتا ہے۔

لیکن ـــ معقول حالات میں ـــ فرد اور مجتمع دونوں طبعی رفتار پر چلتے ہیں۔ ان کے مقاصد افکار اور شعور میں یگانگت اور ارتباط ہوتا ہے ـــ اور معاشرتی ڈھانچہ مکمل اور سالم ہوتا ہے۔

اسلام بھی فطرتاً اعتدال کی راہ پسند کرتا ہے اور فرد و مجتمع دونوں میں اعتدال قائم کر کے انتہا پسندی اور بگاڑ کی راہیں مسدود کر دیتا ہے ـــــ

اسلام فرد اور مجتمع میں متوازن کیفیت پیدا کرتا ہے۔ ایک طرف تو فرد کو اپنے تشخص کے نما کے لئے مواقع فراہم کرتا ہے اور دوسری جانب مجتمع کے مربوط تشخص کو ابھارتا ہے ـــ اور دونوں میں اعتدال پیدا کرتا ہے!

فرد سے اسلام براہ راست خطاب کرتا ہے۔ اس کو کچھ حقوق دیتا ہے اور کچھ ذمہ داریاں عائد کرتا ہے جس سے مضبوط و مربوط معاشرہ رونما ہوتا ہے۔!

اسلام میں فرد کا اللہ سے براہ راست بغیر کسی واسطہ کے تعلق ہے۔

فرد اللہ کو پکارتا ہے۔ مناجات کرتا ہے۔ اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اللہ کے قریب ہوتا ہے اور ان تمام امور میں فرد مستقل اور بذاتِ خود اپنا وجود رکھتا ہے۔

اسلام فرد کو ہمیشہ شعور دلاتا ہے کہ اس کو انفرادی طور پر اللہ کی پوری پوری رعایت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرد کو ماں باپ سے پیدا کرتا ہے۔ اپنی محدود قسمت لے کر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے

Marfat.com

رزق دیتا ہے۔ اگرچہ رزق انہی اسباب سے ملتا ہے جس میں جماعت اور پوری کائنات مشترک ہے لیکن یہ رزق اس کی ذات ہی تک محدود ہوتا ہے اور اس کی قسمت میں لکھا ہوتا ہے۔

پھر جب فرد اللہ کو پکارتا ہے۔ اللہ اس کی پکار کا جواب دیتا ہے۔ اس کی دنیاوی حاجت پوری کرتا ہے۔ یا آخرت میں اس کے لیے ثواب لکھ لیتا ہے۔ بہرکیف دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ فرد کی دعا کو — انفرادی حیثیت سے — قبول فرماتا ہے :

پھر فرد آخر میں اللہ کے پاس بھی انفرادی حیثیت میں جاتا ہے۔

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا (مریم ۹۵) — اور قیامت کے روز سب کے سب تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (المدثر۔ ۳۸) — ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں محبوس ہوگا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى (الانعام ۱۶۴) — اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھاوے گا۔

اللہ کے ساتھ فرد کے اس براہ راست رابطے اور تعلق سے اس کا مستقل ذاتی انفرادی شعور پیدا ہوتا ہے!

پھر اللہ تعالیٰ فرد کو — انفرادی حیثیت میں — کچھ ذمہ داریوں کا مکلف بھی بناتا ہے — ہر فرد ذاتی طور پر مکلف ہے کہ وہ اللہ کے شعائر اور اللہ کے قوانین کی پابندی کرے اور معاشرے کے دیگر افراد کو بھی ان امور کی پابجائی کی دعوت دے جس قدر بھی اس میں طاقت اور ایمان ہو۔

فرد — اسلام میں — امت کے مسائل کو اپنے ہی مسائل سمجھتا ہے۔ اور اسلام میں عام مسائل یہ ہیں : اللہ کے قانون کا نفاذ، صحیح و راست حکومت کا قیام، درست اقتصادی نظام کا قیام، صالح معاشرہ کا وجود، معاشرے میں اخلاقی اقدار کی اشاعت، معاشرے کو ہر اخلاقی بگاڑ سے پاک صاف رکھنا اور حاکم پر نظر رکھنا — کہ وہ اللہ کے قانون اور حق و انصاف سے نہ ہٹ جائے —

Marfat.com

مندرجہ بالا تمام امور اس بات کے ضامن ہیں کہ اسلام فرد کی مثبت اور فعال شخصیت کو واقعیاتی زندگی میں اجاگر کرتا ہے اور فرد کی انفرادی شخصیت کو بروئے کار لانے کیلئے تربیتی طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ پہلے فرد کو نفسیاتی، اخلاقی اور اجتماعی تربیت دیتا ہے تاکہ وہ اس نظام اسلام میں موجود عظیم تر ذمہ داری سے صحیح طور پر عہدہ برآ ہو سکے!

اس کے بعد اسلام فرد کو۔ انفرادی ملکیت کے حقوق بھی عطا کرتا ہے۔ اس سے بھی اس کی مستقل فردیت کو مزید نما ملتا ہے۔ خواہ فی الواقع اسے کوئی ملکیت حاصل ہو یا نہ ہو اس کا حق ملکیت تو بہر حال موجود ہے۔ اسی طرح اسے حصول ملکیت کے مواقع بھی موجود ہیں۔ ان دونوں امور سے جہاں فرد کی اپنی شخصیت کو ذاتی ملکیت کی بنا پر نمود و ظہور حاصل ہوتا ہے۔ وہاں فرد اپنا رزق ـــــ جو کچھ اللہ نے اسے عطا کیا ہے ـــــ اپنے سامنے پاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے حاصل کرتا ہے۔ اس سے بھی اس کا ذاتی شعور ابھرتا ہے اور اس کے ہاتھ میں وہ قوت آجاتا ہے کہ جس سے وہ حاکم اور منحرف معاشرے کے طغیان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

اگر حق ملکیت موجود ہونے ـــــ اور حصول ملکیت کے مواقع فراہم ہونے کے باوجود معاشرے کا کوئی فرد محروم رہ جائے تو بھی اسلام اس فرد کو ضائع ہونے کے لیے بے آسرا نہیں چھوڑ دیتا۔ بلکہ اسے حکومت کے بیت المال کی کفالت حاصل ہوتی ہے۔

اسلام میں حکومت کا کسی فرد کی کفالت کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ حکومت اس فرد کو کسی مفید کام کے لئے تربیت دے کر اسے کسی نفع بخش عمل میں لگائے گی ـــــ اور اگر کمزوری بڑھاپے یا بچپن کی بنا پر فرد کو عمل کے لیے تیار نہ کیا جائے تو حکومت اسے بیت المال سے وظیفہ دے گی۔

پھر اس فرد کو جو کچھ ملے گا۔ وہ کوئی لوگوں کا اس پر احسان نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اسلام کا مقرر کردہ حق وصول کرے گا!

کیونکہ لوگوں کے پاس جو رزق ہے۔ وہ اللہ ہی کا ہے اور اللہ نے اپنے رزق میں مستحقین کا بھی حق رکھا ہے۔

فرد کی ذاتیت کے ظہور کی یہ آخری حدود ہیں۔ جو دنیا میں کوئی نظام ممکنہ طور پر پیش کر سکتا ہے اور یہ نظام اسلام ہے!

Marfat.com

دوسری جانب اسلام "اجتماعی شخصیت" کو بھی نمایاں دیتا ہے۔
جس طرح اسلام نے فرد کو کچھ ذمہ داریوں کا مکلف بنایا ہے۔ اسی طرح جماعت بھی بعض امور کی مکلف ہے۔

جماعت ــــ اجتماعی حیثیت میں ــــ اللہ کے قانون کے نفاذ کی مکلف ہے۔

جماعت ہی خلیفہ کو منتخب کرتی ہے اور جماعت ہی سے بیعت ہوتی ہے۔ نہ کہ افراد سے ــــ جماعت ہی خلیفہ کی نگرانی کرتی ہے۔ اس کا محاسبہ کرتی ہے اور اس کو مشورے دیتی ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں، اور بُرے کاموں سے روکا کریں۔ (آل عمران ۱۰۴)

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ

اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔ (الشوریٰ۔ ۳۸)

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ

اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورے لیتے رہا کیجئے۔ (آل عمران ۱۵۹)

قرآن نے متعدد مرتبہ جماعت مسلمین کو مخاطب کیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى

اے ایمان والو تم پر قصاص فرض کیا جاتا ہے۔ مقتولین کے بارے میں۔ (البقرہ ۱۷۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو۔ (البقرہ ۲۰۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور مت کھاؤ۔ (النساء ۲۹)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا۔

اے ایمان والو! اپنی تو احتیاط رکھو، پھر متفرق طور پر یا مجتمع طور پر نکلو (النساء ۔ ۷۱)

Marfat.com

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ

اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں۔ سو ان سے بالکل الگ رہو۔ (المائدہ - ۹۰)

ان تمام مخاطبات میں جماعت کے لیئے قوانین دیتا ہے اور ان کو حکم دیتا ہے کہ وہ اجتماعی انداز میں اپنی تربیت کریں اور اپنے اندر ایسے افراد کی تشکیل کریں۔ جو ان تمام ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دے سکیں۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اور باہم نا اتفاقی نہ کرو۔ (آل عمران - ۱۰۳)

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت نہ کرو۔ (المائدہ - ۲)

یہ تمام امور ایک مضبوط اور مربوط جماعتی حیثیت چاہتے ہیں۔ جو ان امور کے نفاذ پر قادر ہو۔

اسلام میں جماعت کی تشکیل افراد سے ہوتی ہے — مومن جماعت — جس سے قرآن تخاطب کرتا ہے۔ اور جس کی ذمہ داریاں اوپر بیان ہوئی ہیں — مومن افراد سے وجود میں آتی ہے۔ ہر فرد اپنی جگہ پر مومن ہوتا ہے اور اللہ سے اس کا رشتہ ہوتا ہے۔ لیکن اسلام نے افراد سے تشکیل پائی ہوئی ہیئت اجتماعی کو متمیز تشخص دیا ہے اور اس "اجتماعی ہیئت" کو یہ بالادستی عطا کی ہے کہ اگر کبھی فرد کو اس کی فردیت سوء سبیل سے ہٹا دے۔ تو اجتماعی ہیئت اس فرد میں توازن پیدا کرے۔ کیونکہ جماعت فرد کی نگران ہے اور اس کے اعمال کو صحیح رُخ دینے والی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جماعت مسلمہ کو یہ اقتدار عطا فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی فرد جادۂ حق سے منحرف ہو جائے تو جماعت اس کو راہ راست پر لگا دے۔

Marfat.com

لیکن جماعت کو اس اقتدار کے غلط استعمال سے بچانے کے لئے اس کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ ہر حال اور ہر شکل میں ـــــ اسلامی معاشرے میں اللہ کے قانون کی پابند رہے گی۔ اور اللہ کا قانون انسان کے لیے ہے جس میں فرد ـــــ اور مجتمع برابر کے شریک ہیں۔

جماعت مسلمہ کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اسلامی سرزمین، اسلامی قانون اور ارض اسلام میں رہنے والوں کی حفاظت کرے ـــــ اور یہ تحفظ ایک مربوط اور متناسق ہیئت اجتماعی کے طور پر ہونا چاہیئے۔

اسلام میں جماعت ـــــ علمی نقطۂ نظر سے ـــــ سرمایہ کی مالک ہے۔ وہ ہی فرد کو اس میں تصرف کا حق دیتی ہے ـــــ اور ـــــ علمی نقطۂ نظر سے اگر کوئی فرد حسن تصرف میں کوتاہی کرے تو جماعت ایسے فرد سے ملکیت واپس لے لیتی ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا

اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے مایۂ زندگانی بنایا ہے اور ان مالوں میں سے ان کو کھلاتے رہو اور پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو۔ (النساء)

پھر جماعت مسلمہ کا ایک فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ حکومت کے تعاون کی ضرورت پیش آنے سے پہلے ہی اپنے کمزور افراد کو اپنی کفالت میں لے لے۔ کیونکہ حکومت تو ایسے لوگوں کا آخری سہارا ہے ـــــ اور یہ اجتماعی کفالت پہلے خاندان کے دائرے میں پھر اجتماعی ہیئت میں اور پھر پوری امت اسلامیہ کی حدود میں ہونی چاہیئے۔

اس طرح اسلام میں ہیئت اجتماعی کا ظہور و نما ہوتا ہے اور فرد و جماعت کے تشخص میں توازن پیدا ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی واقعیاتی زندگی اس قدر سہل نہیں ہے۔ جس آسانی اور سہولت کی ساتھ ہم یہ باتیں لکھ رہے ہیں ـــــ

واقعیاتی زندگی میں جو تلخ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ کبھی فرد

Marfat.com

معاشرے کے خلاف بغاوت کرتا ہے اور کبھی اجتماعی ہیئت فرد کے وجود کو ختم کرنے کھڑی ہو جاتی ہے!

لیکن اس حقیقت کے ذمہ دار لوگ ہیں۔ نظام نہیں ہے!

انسانوں میں بہر حال راہ راست سے منحرف ہونے کا فطری جذبہ بھی اسی قدر ہے۔ جتنا جادۂ حق پر چلنے کا ہے۔

نظریاتی اور واقعیاتی لحاظ سے ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے کہ انسان طبعی استعداد کی بناء پر کبھی کبھی منحرف بھی ہو جائیں — اور یہ کہ انحراف کسی نظام کا جزء لاینجزیٰ ہو کہ لوگ اس وقت تک انحراف سے نہ بچ سکیں۔ جب تک اس نظام میں بنیادی تبدیلیاں نہ کر لیں۔ یا جب تک اس غلط نظام کو بدل کر دوسرا نظام نہ لے آئیں

سرمایہ داری نظام کی طبیعت میں یہ بات شامل ہے کہ اس میں فرد معاشرے کے خلاف باغی ہوتا ہے — اور لوگ اس بات پر قادر نہیں ہوتے کہ وہ فرد کی بغاوت کا راستہ روک دیں۔ الا یہ کہ وہ سرمایہ داری نظام کی بنیادیں ہی بدل ڈالیں — لیکن جب تک سرمایہ داری نظام رہے گا۔ لوگ نہ فرد کی سرکشی کو دبا سکتے ہیں اور نہ اسے راہ راست پر لا سکتے ہیں۔

اشتراکی نظام اپنی فطرت میں فرد کے خلاف باغی ہے۔ اس خوفناک اور بھیانک نظام کے بوجھ تلے فرد کا وجود لمحہ بہ لمحہ سکڑتا رہتا ہے اور اشتراکی نظام ہر اس فرد کو کچل ڈالتا ہے۔ جو اس نظام کے خلاف آواز اٹھائے۔ یا پرولتاری آمریت کے مقدس لیڈر کے خلاف بغاوت کرے۔

اسلامی نظام کی فطری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فرد اور مجتمع نظام کی خرابی کی بناء پر باغی نہیں ہوتے۔ ہاں جب فرد یا مجتمع اسلامی نظام سے انحراف کریں تو طغیان پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کی تمام تر ذمہ داری لوگوں ہی پر ہے اور ان کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹائیں۔ تاکہ انحراف دور ہو جائے اور تمام معاملات مستقیم ہو جائیں۔!

Marfat.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسولؐ کا کہنا مانو اور تم میں جو اہل حکومت ہیں ان کا بھی۔ پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے حوالہ کر دیا کرو۔ اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

(النساء۔ ۵۹)

اس موقعہ پر یہ اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ تمام امور میں قانونی اقتدار صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کو حاصل ہے اور اطاعت بھی براہِ راست اللہ اور اس کے رسولؐ کی ہے۔ اطاعت اولی الامر اللہ اور رسولؐ کی اطاعت سے متعلق ہے۔ اسی بنا پر "اطیعوا" کا فعل اللہ اور رسولؐ کے ساتھ مکرر لایا گیا ہے اور اولی الامر کی اطاعت کو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت میں مدغم کر دیا گیا ہے۔ پھر مومنین کے درمیان اختلاف رونما ہونے کی شکل میں اللہ اور رسولؐ کی طرف رجوع کا حکم ہے۔ اس سے علم ہوا کہ قانون سازی کا اختیار صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کو حاصل ہے۔ اولی الامر اس میں شریک نہیں ہیں!

اس اسلامی تصور کے زیرِ سایہ فرد اور مجتمع دو متقابل اور متحارب قوتیں نہیں ہیں۔ بلکہ فرد اور مجتمع میں تداخل اور تعاون ہے اور یہ دونوں مقاصد افکار اور شعور میں متحد ہیں ـــــ یہی اتحاد درحقیقت انہیں کش مکش اور سرکشی سے بچاتا ہے۔

اسلام معاشرے کے افراد (مرد۔ عورتیں۔ بچے) کے ساتھ بہت ہمدردی رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ ان کی نشاۃ صالح بنیادوں پر ہو۔ تاکہ وہ جاہلیت کے انحراف اور اس انحراف کے نتیجے میں شقاوت، بدبختی، حیرت و بے چینی اور عذاب الیم

Marfat.com

سے بچ سکیں !

چنانچہ اسلام نے تقسیم کار کے اصول پر مرد کو مادی پیداوار اور اقتصاد و سیاست کا ذمہ دار بنایا ـــــ اور ـــــ

عورت کو پیدائش، گھریلو نگرانی اور نئی نسل کو صالح بنیادوں پر تربیت دینے کی ذمہ داری سونپی ہے ـــ اور ـــــــ

بچوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی فطری پرورش گاہ سے رعایت اور تربیت حاصل کریں ـــــ اور خاندانی بنیادوں کو سہارا دیں !

لیکن یہ تقسیم کار جبری اور قطعی نہیں ہے۔ البتہ ـــ اس تقسیم میں مرد و عورت کی فطرت اور ان کی طبعی استعداد کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

عورت، حمل، ولادت اور رضاعت کے لیئے فطری اور حیاتیاتی استعداد رکھتی ہے اور اس کی نفسیاتی ترکیب نے اس میں جذبۂ عاطفیہ کو زیادہ قوی اور جلد بیدار ہونے والا بنایا ہے اور یہی عورت کا اصل تشخص ہے ـــــ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت گھریلو زندگی سے باہر اور وظیفۂ فطری کے علاوہ کوئی کام انجام دے ہی نہیں سکتی۔ پہلے باب میں آسٹریا کی خاتون ڈاکٹر کے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ عورت نے مرد کے تمام اعمال میں مساوات کی کوشش کی اور اس کی یہ کوشش کس طرح اس کے حیاتیاتی تشخص پر اثر انداز ہوئی ہے اور اس کے امومت کے وظائف کمزور پڑ گئے اور عورت، عورت باقی نہیں رہی اور نہ مرد بن سکی (جو اس کی دلی تمنا تھی) بلکہ نیسری جنس ہی بننے والی ہے۔ جو پریشان و بے چین و مضطرب ہے۔ یہ فطرت کی سزا ہے۔ اور فطرت جاہلیت کی حماقتوں کے سامنے سرنگوں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ فطرت اللہ کی صنعت ہے۔ جس نے ہر شے کو پیدا کیا اور اس کو اپنی فطرت کی طرف ہدایت فرمائی۔

جدید عورت کی تمام باتیں کھوکھلی ہیں۔ یا جو کچھ مرد اس کو کہتا ہے وہ عورت کو اس کی طبیعت سے نکالنا ہے۔ تاکہ مرد کے لیے حصول آسان ہو اور وہ مخلوط معاشرے میں اپنے جذبات کی تکمیل کر سکے!

غرض یہ سب باتیں فطرت کا مقابلہ اور کھلی حماقتیں ہیں! فطرت وقت و زمانہ کی پابند نہیں کہ وقت آگے بڑھ گیا اور زمانہ ترقی کر گیا! اگر فطرت کے مقابلہ میں وقت کے پیمانے مختل ہو جائیں تو عورت ـــــ اور اس کے ساتھ مرد اور بچے بھی پراگندگی اور بدبختی کا شکار ہو جائیں!

عورت کی بے پردگی سے سارا معاشرہ تباہی اور شقاوت سے ہمکنار ہو گیا ـــــ نہ گھر باقی رہا ـــــ نہ خاندان اور نہ گھر کا سکون!

اسلام تو جاہلیت کی حماقتوں پر چلنے سے رہا!

اسلام نہیں چاہتا کہ عورت اس طرح جاہلیت کے بگاڑ میں ختم ہو کر رہ جائے۔ بلکہ اسلام تو چاہتا ہے کہ عورت سعادت و سکون حاصل کرے۔

چنانچہ اسلام نے عورت کو فطری وظیفہ سپرد کیا ہے اور اس ضمن میں اس کو ہر ممکن کفالت اور صیانت مہیا کی ہے۔

بغیر عمل کے اسلام اس کے رزق کا ضامن ہے۔

اسلام اس کے انسانی احترام کا محافظ ہے۔

اسلام اس کی گھر اور گھر سے باہر کی کوششوں کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے۔

اسلام اس کے اخلاق کا محافظ ہے اور نہیں چاہتا کہ وہ مخلوط معاشرے میں مل کر لوگوں کے لئے فتنہ اور انسانیت کے لیے تباہی کا سبب بنے۔ جیسا کہ ول ڈیورانٹ کہتا ہے:

مرد تمام گھریلو اخراجات کا مکلف ہے ـــــ اور اگر عورت کے پاس کوئی سرمایہ ہو تو وہ اس کی بھی مالک ہے اور اس میں تصرف بھی کر سکتی ہے اور یہ وہ حق ہے جو جاہلیت جدیدہ میں بہت بعد میں تسلیم کیا گیا اور ابھی تک مکمل نہیں ہے ـــــ اور یہ وہ حق ہے جس کے حصول میں مغربی عورت اپنی نسائیت، اپنی فطرت اور اپنا اخلاق بھی کھو بیٹھی ـــــ حالانکہ اسلام نے از خود یہ حق عورت کو عطا کر دیا!

Marfat.com

اسلام کے تمام قوانین و توجیہات عورت کے احترام انسانی کے کفیل ہیں اور حق ملکیت اور حق تصرف بھی اس کے لیے محفوظ ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ

مردوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے۔ (النساء۔ ۳۲)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ

اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ۔ اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے۔ اس میں کا کوئی حصہ وصول کر لو۔ (النساء)

اللہ نے انسانوں میں مساوات بھی مقرر فرمائی ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً (النحل، ۹۷)

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ (آل عمران۔ ۱۹۵)

سو منظور کر لیا ان کی درخواست کو ان کے رب نے اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کرنے والا ہو اکارت نہیں کرتا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو۔

عائلی زندگی میں عورت کا احترام بھی اسلام میں ملحوظِ خاطر ہے۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (النساء۔ ۱۹)

اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو۔

حتیٰ کہ ناگواری کے حالات میں بھی عورت کا احترام مدنظر ہے۔

Marfat.com

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (نساء-۱۹)

اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔

اس طرح اسلام فکری و عملی، اقتصادی اور اجتماعی طور پر عورت کو اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے لیے فارغ کر دیتا ہے اور اس کے فطری تشخص کو بروئے کار لاتا ہے۔ جس کو جاہلیت جدیدہ نے مساوات کا جھگڑا کھڑا کر کے تباہ کر دیا!

پھر بھی عورت کے حق میں یہ تقسیم عمل آخری اور فیصلہ کن نہیں ہے۔ کیونکہ گھر سے باہر کے کام عورت کے لئے ممنوع و حرام نہیں ہیں۔ لیکن اسلام اس کو صرف ضرورت کے وقت ہی مناسب خیال کرتا ہے۔ خواہ وہ انفرادی ضرورت ہو یا اجتماعی ـــــ بغیر ضرورت اسلام عورت کے گھر سے باہر کے کاموں کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

اور اگر انسانی زندگی کی اجتماعی، اقتصادی، فکری، روحی اور خلقی طور پر اس طرح تشکیل کی جائے کہ عورت زندگی کے ہر میدان میں مرد کی ساتھی ہو۔ تو یہ ایک تباہ کن جاہلی حماقت ہے جس کے نتائج عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں کہ عورت جنس ثالث کی طرف منتقل ہو گی اور اس میں ہر قسم کی عقلی، عاطفی، وجدانی، اخلاقی اور جنسی پراگندگی پائی جائے گی اور بچوں کی نسل جو بغیر ماؤں کے نوکروں کے ہاتھوں یا تربیت گاہوں میں پرورش پائیں گے وہ بھی اسی قسم کی پراگندگی اور ابتری اور کا شکار ہوں گے اور ان عورتوں اور ان بچوں سے کل کا معاشرہ وجود میں آئے گا!

یہ کہتے کہ ہم تھوڑی سی مادی منفعت کے لئے خود ہی انسانیت کو تباہی میں ڈال رہے ہیں۔ مادی منفعت خواہ کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو ـــــ وہ جوہر انسانیت کے سامنے تو بالکل حقیر ہے ـــــ دنیا کی آج کی ساری مادی پیداوار اور کل کی الکٹرونی مشینوں کی فراہم کردہ مصنوعات ساری کی ساری بھی انسانیت کی قیمت نہیں بن سکتی!

Marfat.com

ہرگز نہیں!

اسلام جاہلیت کی حماقتوں کو کبھی بھی درست نہیں کہہ سکتا!

اسلام تو مرد، عورت اور بچوں سب کو صحیح مقام دیتا ہے! اسلامی نظام میں مرد مادی پیداوار اور سیاست و اقتصاد سے نمٹتا ہے۔ عورت پیدائش، پرورش، تربیت اور بچوں کی نشوونما کے فرائض انجام دیتی ہے ـــــ اور بچے اپنی فطری پرورش گاہ میں پرورش حاصل کرتے ہیں، یہ مطمئن خاندان ہے ـــــ جس کے بندھن عورت اپنے عاطفی جذبات سے باندھے ہوئے ہے!

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورت بوقت ضرورت بھی مادی پیداوار کے لیے کام نہ کرے ہاں یہ کہ ایسا مشغلہ نہ بننا چاہیے۔ جس سے طاقتیں تباہ اور اخلاق خراب ہو!

پھر مرد و عورت اسلامی نظام میں پاک و نظیف اجتماعی اصولوں کے مطابق گھر میں اور گھر سے باہر ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ ملاقات حیوانی سطح پر لہو و عبث نہیں ہوتی وہ مل جل کر ایک صالح معاشرہ کے قیام کی جدوجہد میں لگے ہوتے ہیں۔

بغیر کسی مجنونانہ اختلاط کے جس میں مرد و عورت اور نوجوانوں کی قوتیں تباہ اور ان کی صلاحیتیں برباد ہوں۔ اسلامی نظام میں مرد و عورت مل جل کر اپنی اولاد کی اسلامی اخلاق پر پرورش کرتے ہیں۔

ذرا جاہلیت جدیدہ کی طرف نظر ڈال کر دیکھئے۔ کتنا وقت، کتنی محنت اور کتنا سرمایہ رقص گاہوں اور مختلف محفلوں پر خرچ ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں سوائے لذتِ حیوانی اور اخلاقی فساد کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔!

سارے معاشرے کے بگاڑ کی بنیاد ہی یہی ہے کہ عورت فساد کا شکار ہو گئی اور یہ فساد مردوں میں اور نوخیز نسل میں سرایت کر گیا۔!

اخلاق معاشرے کے تمام معاملات کی بنیاد ہوتا ہے۔

اسلام اخلاق کا معاملہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں چھوڑتا کہ وہ بھی تغیر و تبدل اور انحراف قبول کرلے!

اسلام میں اخلاق اللہ کا قائم کردہ ہے ـــــ اور یہ اخلاق زندگی کے کسی بھی مرحلے پر قانون سے علیحدہ نہیں ہوتا!

جیسے اسلام میں اخلاق اللہ کا قائم کردہ ہے ـــــ اور یہ اخلاق زندگی کے کسی بھی مرحلے پر قانون سے علیحدہ نہیں ہوتا۔!

جیسے اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو الوہیت اور حاکمیت میں منفرد سمجھا جائے۔ اسی طرح اسلام اخلاق کا سرچشمہ بھی اللہ کو قرار دیتا ہے۔

جیسے جاہلیت اللہ کی الوہیت اور حاکمیت کے عقیدہ سے منحرف ہو کر اضطراب میں پھنس گئی اور اس کا سیاسی اقتصادی اور اجتماعی نظام اختلال پذیر ہو گیا ـــــ اسی طرح جب جاہلیت اخلاقیات میں اللہ کے بنائے ہوئے راستے سے بھٹک گئی تو اس میں بھی اضطراب و اختلال پیدا ہو گیا!

کیونکہ ـــــ جب لوگ جادۂ حق سے دور ہو جاتے ہیں تو ان کی زندگی پر طاغوت حکمران ہو جاتا ہے۔ اور یہی طاغوت لوگوں کے لیے اخلاقی قوانین بھی بنا ڈالتا ہے۔

تاریخ کی مادی تعبیر کہتی ہے کہ اخلاق اقتصادی نظام کا ایک پرتو ہے اور اخلاق انقلاب پذیر ہے۔ جس وقت معاشرے کا اقتصادی ڈھانچہ بدلے گا لازمی طور پر نظام اخلاق بھی بدل جائے گا۔

یہ تعبیر اگرچہ مجموعی طور پر غلط ہے۔ لیکن اس میں جزئی صداقت بھی ہے۔

جاہلیت میں اخلاق فی الواقع اقتصادی نظام کے تابع ہے۔ اور جوں ہی اقتصادیات

Marfat.com

میں تبدیلی آتی ہے فوراً اخلاق بھی بدل جاتا ہے۔ کیونکہ جو طاغوت ایک طبقہ کے مفادات کی خاطر قانون بناتا ہے ـــ وہ اسی طبقہ کے مفادات کے لیے اخلاق بھی گھڑ لیتا ہے ـــــ جاہلیت سمجھتی ہے کہ اخلاق اور اقتصادیات میں سبب اور نتیجہ کا رشتہ ہے۔ حالانکہ ان دونوں کا ارتباط صرف اس وجہ سے ہے کہ دونوں کا تعلق ایک ہی طاغوت سے ہے۔!

اللہ کی صراط مستقیم میں بھی سیاست، اقتصاد، اجتماعی اور ـــ اخلاق میں ارتباط پایا جاتا ہے۔ لیکن یہاں بھی سبب اور نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ ارتباط صرف اس لئے ہے کہ یہاں بھی زندگی اور اخلاق دونوں کا مصدر اللہ تعالیٰ ہے۔

ہونا بھی یہی چاہیئے ـــ کہ ایک ہی مصدر لوگوں کی تمام زندگی کی تشکیل کرے۔ سیاست ہو یا اقتصاد ـــ اجتماع ہو یا اخلاق ـــ جنسی علائق ہوں یا زندگی کا کوئی اور گوشہ سب کی تشکیل ایک ہی مصدر سے ہونی چاہیئے ـــ خواہ وہ مصدر و مرکز اللہ ہو ـــ یا ـــ طاغوت ـــ!

جب مغرب کی جاہلیت جدیدہ میں اخلاق کا رشتہ اپنے اصلی سرچشمے یعنی اللہ کی صراط مستقیم سے ٹوٹ گیا۔ تو اخلاق بھی بگاڑ کا شکار ہو گیا!!

اگرچہ یہ بگاڑ بہت آہستہ آہستہ رونما ہوا۔ کیونکہ اخلاق انسانی نفس کی گہرائیوں میں پیوست ہوتا ہے اور اس وقت تک اپنی جگہ نہیں چھوڑتا جب تک انسانیت شدید بحران اور اضطراب سے دوچار نہ ہو جائے ـــــ

لیکن بہرحال بگاڑ رونما ہو کر رہا!

پہلے سیاست اخلاق سے جدا ہوئی۔ پھر اقتصاد کا رشتہ ٹوٹا۔ پھر جنسی علائق جدا ہوئے حتیٰ کہ سارا اخلاق نفع پرستی اور خود پسندی کا نام ہو گیا

تاریخ میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک ہی وقت میں سارا اخلاق تباہ ہو گیا ہو ـــ کیونکہ انسانیت ـــ جس میں خیر و شر کے دونوں پہلو موجود ہیں ـــ کبھی بھی کلیتاً شر اختیار نہیں کر سکتی بلکہ خیر کے اجزا اس کی زندگی کے مختلف گوشوں میں بکھرے رہتے ہیں۔ ہاں یہ ہوتا ہے کہ شر بڑھتا رہتا ہے۔ حتیٰ آنکہ خیر پر غالب آجاتا ہے ـــــ اور ـــ جب شر خیر پر

Marfat.com

غالب آجاتا ہے۔ تو انسانی معاشرہ زوال پذیر ہو جاتا ہے؛

اسلام اخلاق کو بھی اس کا طبعی اور مناسب مقام دیتا ہے۔ اسلام میں زندگی کے تمام پہلوؤں کی طرح اخلاق کا بھی مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس عقیدے کے پیش نظر اخلاق طاغوت کے ہاتھوں میں جانے سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ طاغوت اپنے وجود کو چھپانے اور انسانیت کے لیے فساد کو سہل بنانے کے لیے اخلاقی حلت پسندی کو "تطور" (ترقی) کے نام سے پیش کرتا ہے۔

کیونکہ اسلامی اخلاق اللہ کی جانب سے ہے۔ اس لئے نہ یہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق بدلا جا سکتا ہے اور نہ اپنے راسخ اصولوں سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ نہ کسی طبقہ کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے اور نہ روز بدلنے والا فیشن بن کر رہ جاتا ہے۔

اور — چونکہ یہ اخلاق اللہ کی جانب سے ہے۔ اسی لئے یہ انسانی اخلاق بھی ہے یہ تمام انسانوں سے انسانیت کی بنیاد پر تعامل کرتا ہے نہ قومی مصلحت مدنظر ہوتی ہے اور نہ عصبیت دینی — اور نہ انحراف کا کوئی اور رنگ ہوتا ہے — جس کا اللہ کے راستے سے ہٹ کر مغربی اخلاق شکار ہوا ہے۔

اس کا انسان سے معاملہ صرف انسانیت کی بنیاد پر ہے۔ اس میں کسی رنگ عنصر طبقہ اور اعتقاد کا فرق ملحوظ نہیں ہے۔

اس اخلاق میں صرف وہ انسان مدنظر ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مرد و زن سے پیدا فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ	اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو،
الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ	جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا	اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور
رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً	ان دونوں سے بہت سے مرد اور
	عورتیں پھیلائیں۔
	(النساء ۱۔)

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ
بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
بِمَا أَرٰكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ
خَصِيْمًا وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ
إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
وَّلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ
أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا
يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا
أَثِيْمًا يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ
وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ
هُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ
مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَ
كَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا
هٰٓا أَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جَادَلْتُمْ
عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ أَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ
عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا وَ مَنْ
يَّعْمَلْ سُوْٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ
ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَ مَنْ
يَّكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهٗ
عَلٰى نَفْسِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

بیشک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے
واقع کے موافق تاکہ آپ لوگوں کے درمیان
اس کے موافق فیصلے کریں۔ جو کہ اللہ تعالیٰ آپ
کو بتلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرف داری
کی بات نہ کیجئے اور آپ استغفار فرمائیے۔
بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے بڑے
رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف
سے جوابدہی کی بات نہ کیجئے۔ جو کہ اپنا نقصان
کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں
چاہتے۔ جو بڑا خیانت کرنے والا اور بڑا گناہ
کرنے والا ہو۔ جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ
آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے
نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت ان کے
پاس ہے، جب کہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو
کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ
ان کے سب اعمال کو اپنے احاطے میں لیے
ہوئے ہے۔ ہاں تم ایسے ہو کہ تم نے دنیوی
زندگی میں تو ان کی طرف سے جوابدہی کی باتیں
کرلیں۔ سو خدا کے روبرو قیامت کے روز
ان کی طرف سے کون جوابدہی کرے گا۔ یا
وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام بنانے والا
ہوگا۔ یا جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان
کا ضرر کرے۔ پھر اللہ سے معافی چاہے تو وہ

Marfat.com

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۔

(الحجرات ۱۳)

اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

اسلام میں اخلاقی قواعد ناقابل تغیر رہتے ہیں۔ خواہ اقتصادیات و سیاسیات میں تبدیلیاں آتی رہیں۔ کیونکہ اس کی بنیاد انسانوں کے درمیان انسانیت کی بنیاد پر مساوات ہے اور یہ کہ انسانوں کی حرمات کا دشمنوں سے تحفظ کیا جائے [1]

اسلامی تاریخ اس اخلاق کے کئی بہترین نمونے پیش کرتی ہے۔ جس کو سامنے رکھ کر اسلامی اخلاق اور مغربی اخلاق کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔ جس مغربی اخلاق کی بنیادیں ذاتی نفع خود پسندی اور کسی طبقہ کا مفاد یا کسی قوم کی مصلحت کے حصول ہیں۔

ابتدائے اسلام میں جب یہودی اسلام کے خلاف بڑے شد و مد سے نبرد آزما تھے اور اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ عقیدہ اسلامی کو جمنے سے پہلے اکھاڑ پھینکیں۔ دھوکہ فریب اور ہر قسم کی دغا بازیاں کر رہے تھے اور مسلمانوں کو شک و شبہ میں مبتلا کر رہے تھے اور مسلمان عورتوں پر تہمتیں لگا رہے تھے

اس ساری کش مکش کے ساتھ آلات حرب بھی استعمال کیے جا رہے تھے، اور اس جنگ میں وعدہ سے پھر جانا، میثاق کو توڑنا اور مسلمانوں کی بے حرمتی کرنا ان کا عام شیوہ تھا!

اس ساری سرد و گرم جنگ کے باوجود جب ایک یہودی پر غلط تہمت لگائی جاتی ہے اور اسے سزا ملنے والی ہوتی ہے۔ تو اسلام اس بات کو قطعاً برداشت نہیں کرتا، کہ یہودیوں کی دسیسہ کاریوں کا بدلہ اس یہودی سے لیا جائے۔

بلکہ فوراً آیت نازل ہوتی ہے۔

---

[1] "جمود و ارتقا" میں "اسلام اور انسانی زندگی" کے باب دیکھئے۔

Marfat.com

حَكِيمًا وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً
أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا
فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا
مُبِينًا وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ
عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ
طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ
وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ
وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ
شَيْءٍ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ
عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ
عَلَيْكَ عَظِيمًا۔

(النساء ۱۰۵-۱۱۳)

اللہ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائے
گا اور جو شخص گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط
اپنی ذات پر اس کا اثر پہنچاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ
بڑے علم والے اور حکمت والے ہیں اور جو
کوئی شخص چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اس کی
تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے۔ سو اس نے
تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر
لادا اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت
نہ ہوتو ان لوگوں میں سے گروہ نے تو آپ کو
غلطی میں ڈال دینے کا ارادہ کر لیا تھا اور
غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن اپنی جانوں کو
اور آپ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔
اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں
نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں بتلائیں ہیں
جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ
کا بڑا فضل ہے۔

یہ آیات تفصیلی بیان اور شدید و مکرر تاکید کے ساتھ نازل ہوئیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس یہودی کے خلاف فیصلے سے باز رکھ سکیں، جس کے خلاف تمام قرائن موجود تھے، لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ بری تھا۔

اس واقعہ سے اسلام نے وہ مثال قائم کی جو رہتی دنیا تک رہنی والی ہے ـــــ اور جیسی مثال اسلام کے سوا نہیں پائی جا سکتی!!

یہ تو دینی عصبیت کا میدان تھا ـــ اور ـــــ

ف "جمود و ارتقاء"

داخلی سیاست کے بارے میں ہمارے سامنے حضرت عمرؓ کا موقف آچکا ہے۔ جب آپ اعدائے اسلام کی اسلام کے خلاف جنگ سے نمٹ رہے تھے۔

اب ایک مثال خارجی سیاست کی بھی لے لیجئے۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے حیرہ سے متصل بعض شہر والوں سے معاہدہ کیا اور اس میں یہ تحریر فرمایا۔ کہ "اگر ہم تمہاری حملہ آوروں سے حفاظت کریں تو تم ہمیں جزیہ دو ورنہ نہیں"۔

جب ہرقل نے ان علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لئے لشکر تیار کیا تو حضرت ابو عبیدہ نے شام کے مفتوحہ شہروں کے عمال کو تحریر کیا کہ ان شہروں سے جو جزیہ لیا گیا ہے۔ واپس کر دیا جائے اور آپؓ نے ان شہر والوں کو تحریر فرمایا۔ "ہم تمہارا مال واپس کر رہے ہیں، کیونکہ اس وقت ہم تمہاری یہ شرط پوری نہیں کر سکتے کہ بیرونی حملہ کی شکل میں ہم تمہاری حفاظت کریں گے آئندہ ہمارا معاہدہ بحالہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرما دے"۔

اس طرح سیاست اخلاق میں داخل ہوتی ہے۔ اور میکیاویلی کا بچاؤ کرنے والا کوئی نہیں رہتا ــــ جو کہتا ہے کہ سیاست کا اخلاق سے کوئی تعلق نہیں!

اقتصادیات میں تو جاہلیت جدیدہ کا یہ قطعی گمان ہے کہ اقتصاد اخلاق سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس پہ جبری قوانین نافذ ہیں۔ جن کے بارے میں خیر و شر کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہر چیز کا پیمانہ یہ ہے کہ وہ کس جبری دور سے گذر رہی ہے۔ جب وہ جبری دور ختم ہو جائے تو ناپ تول کا پیمانہ بھی بدل جائے گا اور کل جو شئے صالح اور مناسب تھی۔ وہ آج ملعون و غلط ہو جائے گی اور اس میں اخلاق کا کوئی دخل نہیں ہے!

جاگیرداری اپنے دور میں صحیح ہے اور اپنے امور کا خود ہی پیمانہ ہے۔ جب جاگیرداری دور ختم ہو گیا۔ اور اس کی جگہ سرمایہ داری کا دور آگیا ــــ تو جاگیرداری مردود و ذلیل قرار پائی۔ اس لئے نہیں کہ یہ نظام عدل و انصاف کے خلاف ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کا دور ختم ہو چکا۔ ــــ اور ــــ سرمایہ داری درست ہے ــــ جب تک وہ اپنے طبعی دور میں موجود ہے۔ اور جب سرمایہ داری ختم ہو جائے تو یہاں بھی میزان الٹی ہو جائے گی ــــ اور تاریخ کا چکر اسی طرح چلتا رہے گا کہ اخلاق کسی شئے کے ناپنے کا پیمانہ نہ ہو!

یہ سب باتیں ترقی، تقدم اور ارتفاع کی ہیں!!

اسلام اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتا کہ لوگوں کی زندگیوں کا کوئی حصہ ایسا بھی ہو سکتا ہے جس کا اخلاق سے کوئی تعلق نہ ہو۔

سود کی حرمت کی بنیاد اخلاقی بھی ہے اور اقتصادی بھی۔! اقتصاد اور اخلاق میں نہ قانون نے فرق روا رکھا ہے اور نہ عملی زندگی میں ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔

(البقرہ ۲۷۹-۲۸۱)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ پھر اگر تم اس پر عمل نہ کروگے، تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور اگر تم توبہ کر لوگے تو تم کو تمہارے اصل اموال مل جائیں گے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا اور اگر تنگ دست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے، آسودگی تک اور یہ کہ معاف ہی کر دو تو اور زیادہ بہتر ہے تمہارے لئے۔ اگر تم کو اس کے ثواب کی خبر ہو اور اس دن سے ڈرو۔ جس میں تم اللہ کی پیشی میں لائے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔

اس طرح اسلام میں توجیہہ قانون کے ساتھ اور اخلاق سیاست اور اقتصاد کے ساتھ پیوست ہے۔

اللہ نے سود کو حرام قرار دیا۔ اس لئے کہ یہ ایک اقتصادی اور اجتماعی ظلم ہے۔ اور —

اس وجہ سے کہ یہ ایک اخلاقی گراوٹ ہے - اور دونوں وجہ سود کو حرام قرار دینے میں مساوی ہیں۔ یہ نہیں کہ سود کی حرمت ایک اخلاقی گراوٹ ہونے کی حیثیت سے کم ہو اور اقتصادی ظلم ہونے کی حیثیت سے اس کی حرمت میں اضافہ ہو جائے۔

اسلام سود کو حرام قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس کے خلاف جہاد بھی کرتا ہے۔ کبھی یہ جہاد اخلاقی ہوتا ہے کہ لوگوں کو اللہ کے تقویٰ اور اس کے ثواب کی جانب متوجہ کرتا ہے۔ اور کبھی یہ جہاد اس طرح ہوتا ہے کہ اللہ اور رسولؐ اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے ہیں ـــــ اور حکومت مسلمہ اپنے تمام سیاسی اداروں اور قضائی نظام کے ساتھ اس کے خلاف نبرد آزما ہو جاتی ہے۔

لیکن سود کے خلاف اخلاقی جہاد اس جہاد سے کم یا زیادہ نہیں ہے۔ جو قانون اور عقوبت کے ذریعے اور پورے اقتصادی نظام کو غیر سودی بنا کر ہوتا ہے۔

یہ دونوں طریق کار ایک ہی مبدأ سے پھوٹتے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اقتصاد کو اخلاقی بنیادوں پر قائم کر کے اور اخلاق کو اقتصادی اصولوں سے مربوط کر کے اس دوگانہ اور مکمل طریقے پر اسلام کے پہلے اسلامی معاشرے نے اپنے اقتصادی نظام کی بنیاد رکھی ـــــ اور انفرادی اور اجتماعی تعامل میں اخلاق پر انتہائی زور دیا۔

اسلام نے اپنے اقتصادی نظام میں سود اور اجارہ داری کو حرام قرار دیا، غصب لوٹ، چوری اور دھوکہ دہی کو حرام کیا۔ مزدور کو پوری پوری اجرت دینے کا حکم فرمایا اور حق کے غلط استعمال سے منع کیا۔

یہ سب اخلاقی اصول ہیں جن پر اسلام کا اقتصادی نظام قائم ہے۔

اخلاق میں اللہ کی بتائی ہوئی جادۂ حق سے انحراف ہی سے مغربی اقتصاد کو جاگیرداری کے مظالم، سرمایہ داری کی مصیبتیں اور اجتماعی نظام کی ہولناکیاں برداشت کرنا پڑی ہیں ـــــ اگرچہ جاہلیت کے مارے ہوئے انسانوں کو ابھی تک اپنی جاہلیت کی گمراہی سے ہوش نہیں آیا کہ وہ یہ محسوس کر سکیں کہ اپنے اقتصادی نظام میں انہوں نے جس ظلم، زیادتی اور سرکشی کا مزا چکھا ہے۔ اس کا واحد سبب یہی ہے کہ ان کے اقتصادی نظام اخلاق

Marfat.com

منہج سے علیحدہ ہوگیا ـــــ اس کے بجائے جاہلیت نے لوگوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ اقتصاد کے اپنے جبری قوانین ہوتے ہیں۔ جن کا اخلاق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا !!

اسلام نے اپنے پہلے مثالی دور کے اقتصادی نظام میں اخلاق کا وہ اعلیٰ ترین معیار عملی زندگی میں پیش کیا ہے۔ جس کی تاریخ عالم نظیر لانے سے عاجز ہے ۔!

جب ـــــ انصار نے مہاجرین کو اپنے مال میں راضی خوشی بغیر حکومت کے ایماء کے شریک کر لیا تھا !

جب ـــــ مسلمانوں نے ـــــ اسلامی معاشرے میں اجتماعی کفالت کے ٹیکس زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیئے بغیر حکومت کے دباؤ کے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کی ـــ جس میں ان کا مدعا صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا تھا ؛

جس وقت ـــــ انفاق فی سبیل اللہ ـــــ زکوٰۃ کی مقررہ حد سے گذر گیا اور صحابہؓ نے اپنا پورا پورا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ !

جب ـــــ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے۔ تو حسب سابق تلاشِ معاش میں نکلے مسلمانوں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ خلافت کے کام اب آپ کو اس کی مہلت نہیں دیں گے۔ فرمایا میری معاش کا کیا ذریعہ ہوگا؟ اس پر مسلمانوں نے بیت المال سے چند درہم آپؓ کے گھر والوں کے اخراجات کے لیئے بطور تنخواہ متعین کر دیئے۔

لیکن ـــ حضرت ابوبکرؓ ـــــ ان درہم کو قرض لیتے رہے ـــــ اور وفات سے قبل بیت المال کا یہ قرضہ ادا کر دیا !

جب ـــــ حضرت عمرؓ کے خادم نے آپؓ کی معمولی سرکاری تنخواہ میں سے ـــــ جو آپ کو بیت المال سے ملتی تھی ـــــ کچھ گھی خرید لیا ـــ تو حضرت عمرؓ نے یہ گھی غریب مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا کہ جب غریبوں کو کھانے کو نہیں ہے۔ تو عمرؓ کو کیسے حلال ہے !!

جب ـــــ حضرت علیؓ نے بیت المال سے ایک بوری آٹا لیتے ہوئے اس پر مہر لگا کر فرمایا ـــ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ "میرے پیٹ میں کس قدر جا رہا ہے"؟!

جب ـــــ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے وہ زمین جو ان کو بنو مروان نے دی تھی ـــ اور جو

Marfat.com

بنو امیہ نے بغیر حق لوگوں سے غصب کر رکھا تھا ـــ سب مسلمانوں کو واپس کر دیا ـــــ

پھر اسلام اپنے بعد کے دور میں بھی ـ جب مسلمان بگاڑ و انحراف میں پڑ چکے تھے ـ جاگیرداری کے راستے میں حائل ہو گیا ! ـ اور جاگیرداری عالم اسلام میں اس ہولناک ـ غیر اخلاقی شکل میں نہیں آئی ـ جس شکل میں وہ یورپ پر مسلط تھی ـــــ

کیونکہ مسلمانوں میں خواہ کتنا ہی بگاڑ کیوں نہ پیدا ہو گیا ہو لیکن ان کا اقتصادی نظام کلی طور پر اخلاق سے عاری نہیں تھا ! ـــــ جب کہ ـ غیر اخلاقی جاہلی نظام نے اپنی پوری تاریخ میں کبھی "انسانی نظامت" کا ذائقہ بھی نہیں چکھا ـــــــ

ـــــ نہ جاگیرداری ـــــ نہ سرمایہ داری ـــــ اور نہ ہی اشتراکی نظام ـــــ کسی میں انسانیت کا کوئی شائبہ بھی نہیں ہے !

ان میں سے کوئی بھی نظام اپنے "مثالی دور" میں بھی کوئی نمونہ پیش نہ کر سکا !

اشتراکی پارٹی ہر اشتراکی ملک میں اپنے لیے عام لوگوں سے کچھ مخصوص حقوق کی مالک ہے !

اشتراکی پارٹی کا کھانا پینا، لباس اور سکونت سب عام لوگوں کے معیار سے نہایت بلند ہے ـــ حتیٰ کہ اشتراکی پارٹی کے لیے ادویہ بھی صرف کثیر کے بعد باہر سے درآمد کی جاتی ہیں ـ اور عوام روس کی دواؤں پہ گذارا کرتے ہیں !!

کیونکہ یہ سارا نظام ـــ اقتصادیات کی اخلاقی بنیادوں پر ایمان رکھنے کے بجائے میکیاولی جاہلیت پر ایمان رکھتا ہے ـــــ جس میں حصول مقصد کے لیے ہر ذریعہ جائز ہے ـــ پھر مقصد بذاتِ خود اخلاقی پیمانہ سے نہیں ناپا جاتا ـ !

اسلام ـــ اللہ کی بتائی ہوئی جادۂ حق ـــــ اپنے اقتصادی نظام کو اخلاق اور انسانی بنیادوں پر استوار کر کے انسانیت کو ہر قسم کے فساد، ظلم اور طاغوت کی حکمرانی سے بچاتا ہے

آج جاہلیت جدیدہ کے معاشرے میں جو اخلاق اور چند فضیلتیں پائی جاتی ہیں ـ مثال کے طور پر سچائی، امانت داری، اخلاص، عمل اور استقامت ـــــ تو یہ سب اسلامی اخلاق ہے جو یورپ نے قرون وسطیٰ کے مسلمانوں سے حاصل کیا تھا ـــــ اگرچہ اب مسلمان اس اخلاق سے بیزار ہو چکے ہیں ـــــ یہ بات بتا دینا ضروری ہے کہ یورپ میں اس اسلامی اخلاق

Marfat.com

کی بنیاد ذاتی نفع اور خود پسندی ہے۔ جبکہ اسلامی اخلاق کی بنیاد "انسانیت" ہے!

اسلام کا سارا اخلاق انسانیت کی اعلیٰ وارفع بنیاد پر قائم ہے۔ اس میں کسی مصلحت اور عصبیت کا شائبہ نہیں ہے — کیونکہ اسلامی اخلاق فی الحقیقت "ربانی اخلاق" ہے جو تمام انسانوں کے لئے مساوی ہے!

انسان جب اللہ کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم پر چلتے ہیں۔ تو وہ خود بخود اسلام کے اس بلند وارفع اخلاقی معیار کو اپنا لیتے ہیں — اور رفتہ رفتہ ان کی زندگی کے تمام پہلو اخلاق آشنا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ زندگی کا کوئی گوشہ اخلاق سے باہر نہیں رہتا —— کیونکہ اسلام میں اخلاق کی روش عام ہے — زندگی کے کسی ایک پہلو کے ساتھ مخصوص نہیں ہے!

جنس کے بارے میں گفتگو کے خاص طور پر کئی پہلو ہیں۔!

اس موضوع پر ہم اخلاقی نقطۂ نظر سے بحث نہیں کریں گے۔ کیونکہ اسلام میں اخلاق کا مفہوم بہت درجہ وسیع ہے — اخلاق کا وہ محدود مفہوم نہیں ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ جنسی علائق میں پاکیزگی کا نام اخلاق ہے!

اسلام کی نظر میں انسان مجسمۂ اخلاق ہے ——

انسان کے اپنے رب، اپنے نفس اور لوگوں کے ساتھ تمام روابط اسلام میں اخلاقی بنیاد پر قائم ہیں!

اخلاق صرف جنسی علائق — یا — معاملات کی حدود میں مقید نہیں ہے — بلکہ پوری انسانی زندگی کو محیط ہے۔ حتیٰ کہ انسان کے وہ قلبی احساسات بھی جن کو وہ دوسروں سے بیان کرنا پسند نہیں کرتا — بلکہ وہ احساسات بھی جن کو وہ اپنے دل میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتا — سب کو اخلاق شامل ہے — کیونکہ ——

يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى (طٰہٰ ۷) اللہ تعالیٰ راز اور پوشیدہ بات کو جانتا ہے۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَ ... وہ ایسا ہے کہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور
مَا تُخْفِي الصُّدُورُ (غافر-۱۹) ... ان باتوں کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔

مناسب یہ ہے کہ انسان ہر اس بات میں پاکیزگی اختیار کرے جس کو اللہ جانتا ہے۔ اس لئے اسلام میں اس مغربی اخلاق کا کوئی وجود نہیں ہے۔ جس میں فرد کا — انفرادی حیثیت میں علیحدہ اخلاق ہوتا ہے اور جب لوگوں سے معاملہ کرتا ہے تو دوسرا منافقانہ اخلاق ہوتا ہے!

بہرکیف لوگوں نے طویل عرصہ سے اخلاق کا رشتہ جنسی علائق سے جوڑا ہوا ہے۔ اور یہ یہ سمجھتے ہیں کہ اخلاق اخلاقیاتِ جنس کا نام ہے!

لوگ اخلاق کے مفہوم کو تنگ کرنے کے اس لئے درپے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اخلاق اپنے وسیع معنی میں پایا ہی نہیں جا سکتا اگرچہ لوگوں کے پاس جنسی علائق میں بھی اخلاق باقی نہیں رہا —!

جاہلیت نے اس سلسلہ میں بھی بڑی جدّوجہد کی ہے کہ وہ یہ ثابت کر دے کہ جنس کا اخلاق سے کوئی تعلق ہے — لوگ جنسی معاملات جس طرح جی چاہے کرتے رہیں۔ ان کے اخلاق کو کوئی خطرہ نہیں ہے!

اس سے قبل ہم جاہلی شخصیات کی آراء نقل کر چکے ہیں اور یہ بتا چکے ہیں کہ جب لوگ شہوتوں کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں تو اللہ کی سنت ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہے!

یہاں ہم اس موضوع پر اسلامی نقطۂ نظر پیش کر رہے ہیں۔ یہ گفتگو اخلاق کے اس عمومی مفہوم کے ماتحت ہوگی۔ جو اسلام میں مراد ہے۔ جو پورے انسانی تشخص کو شامل ہے۔ اور جس کی بنا پر انسان کو دیگر مخلوقات۔ خاص طور پر حیوان سے ممتاز کیا جا سکتا ہے۔!

اسلام فواحشات سے اس لئے نہیں منع کرتا کہ یہ محدود اخلاقی مفہوم کے خلاف ہے۔ بلکہ اس لئے کہ یہ روش انسان کو انسانیت کے بلند مقام سے گرانے والی ہے!

انسان اللہ کا خلیفہ ہے۔ جس نے اللہ کی امانت کے بارگراں کو برداشت کیا — جس بارگراں کے اٹھانے سے زمین و آسمان عاجز تھے — انسان کو عمارت ارض، خلافت راشدہ کا قیام، عدل و انصاف، صالح سیاست صالح اقتصاد اور صالح معاشرے کے قیام کے فرائض سونپے گئے

اور ان اعلیٰ ترین مقاصد کے لئے انسان کو جہاد کا حکم ہوا ـــــ کیونکہ بغیر جہاد کے یہ مقاصد رفیعہ حاصل نہیں ہو سکتے !

اگر انسان جنس کے گڑھے میں گر جائے تو یہ مقاصد کیسے حاصل ہو سکتے ہیں۔

پھر کہاں خلافت راشدہ ـــــ اور کہاں جہاد !

پھر تو انسان و حیوان کے درمیان ہی کوئی فرق باقی نہیں رہتا ـــــ اور انسان باوجود کوشش کے حیوانیت سے مرتفع نہیں ہو سکتا !

اگر انسان اپنے اصلی مشن سے دستبردار ہو جائے ـــ تو کیا اخلاق اپنے وسیع تر مفہوم میں باقی رہ سکے گا ؟!

کیا انسان کے پاس اخلاق باقی رہ جائے گا ؟ جب انسان شہوت رانی کرتا پھرے گا۔ اور کسی طرح اس کی آتش سوزاں سرد نہ ہوگی ـــــ اور اس آتش کے سرد کرنے میں انسان اپنی تمام صلاحیتیں کھو بیٹھے گا۔ اور اپنی وہ قوتِ ارادی ضائع کر دے گا۔ جو اس میں اور حیوانات میں وجہ امتیاز ہے۔ حتیٰ کہ اس کے وہ فطری ضوابط بھی ماؤف ہو جائیں گے۔ جو جانوروں کو بھی حاصل ہیں ـــــ

اسلام فواحش کو حرام قرار دے کر انسان کو مکرم بنانا چاہتا ہے ـ تاکہ وہ خلافت کے بلند منصب کے لائق ہو سکے !

اسلام فواحشات کو اس لئے حرام نہیں قرار دیتا کہ اللہ کے بندے تنگی میں پڑ جائیں ـــــ یہ اللہ کا طریقہ کار نہیں ہے !!

هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (الحج ۷۸)

اس نے تم کو اور امتوں سے ممتاز فرمایا اور تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (المائدہ ۶)

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر تنگی ڈالیں لیکن اللہ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک و صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام فرما دے۔ تاکہ تم شکر ادا کرو۔

۲۸۲

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔

اور اللہ تعالیٰ کو تو تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہو کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ (النساء - ۲۷-۲۸)

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ (البقرہ - ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نے کسی جاندار کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا (النساء - ۱۴۷)

اور اے منافقو! اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کریں گے: اگر تم سپاس گزاری کرو، اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑی قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فواحشات کو اس لئے حرام فرماتا ہے، تاکہ انسانوں کو پاک وصاف کرے۔ اور انہیں انسانیت کے مقام بلند تک پہنچائے۔ انسان — جس کو اللہ تعالیٰ نے مکرم بنایا اور اس کو تمام مخلوقات پر فضیلت دی!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۔ بنی اسرائیل

اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا، اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔ (الاسراء - ۷۰)

پھر انسان اپنی تخلیق میں بھی منفرد ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ

جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں

Marfat.com

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِيْنَ (ص - ۷۱ - ۷۲)

اسے پوری طرح بنادوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جاؤ۔

انسان اپنی اسی خاکی اور روحی مرکب طبیعت کی بناء پر نہ تو بے لگام شہوت پرست بن سکتا ہے اور نہ ایسا جسم بن سکتا ہے جس میں روح کا کوئی نور نہ ہو!

اسلام کا وضع کردہ اخلاق انسان کے تمام اعمال میں اسی مرکب طبیعت کا قانون ہے۔ اسلام میں اخلاق کوئی قائم بالذات اور انسانی تشخص سے علیحدہ قانون نہیں ہے۔ جو باہر سے انسان کے اوپر مسلط کیا جائے بلکہ اسلامی اخلاق انسان کی فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے۔ جس کو خود انسانی طبیعت استوار کرتی ہے۔!

فرشتوں اور جانوروں کے اخلاق —— اگر یہ تعبیر استعمال کرنا صحیح ہو —— انسانوں کے اخلاق سے بالکلیہ مختلف ہیں کیونکہ ہر مخلوق کا اخلاق اسی مخلوق کے تشخص کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے — اور — یہی حال انسان کا بھی ہے!

فرشتے اللہ کی ایسی مخلوق ہیں۔ جن کے نہ جذبات ہیں اور نہ ارادہ چنانچہ ان کا اخلاق بھی ان کے طبعی مزاج کے مطابق ہے۔

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ (التحریم ۶-)

اللہ تعالیٰ جو ان کو حکم دیتا ہے۔ اس میں نافرمانی نہیں کرتے۔ جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ فوراً بجا لاتے ہیں۔

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ۔

شب و روز پروردگار کی تسبیح کرتے رہتے ہیں تھکتے نہیں۔ (الانبیا - ۲۰)

حیوانات دوافع فطری میں گھرے ہوئے ہیں۔ لیکن ارادے کے مالک نہیں ہیں، اور فطری ضوابط کے علاوہ کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ اس لئے ان کا اخلاق ان دوافع پر لبیک کہنا ہے اور اس میں کسی فکر اور تدبر کی ضرورت نہیں!

انسان ہی ایک ایسی مخلوق ہے۔ جس کے دوافع بھی ہیں اور ضوابط بھی —— جو اس کی

Marfat.com

خاکی وروحی مرکب طبیعت سے ابھرتے ہیں[1] اور اس کا اخلاق اس کی طبیعت سے ہم آہنگ ہے اس طرح کہ وہ اپنے دوافع پر لیبک کہے اور اس کی طبیعت کے فطری اور ارادی ضوابط اسے کنٹرول کرتے رہیں ـــــ اور جسمانی جذبہ پر روحانی روشنی لیئے ہوئے کہے!

اس طرح انسان کے اعمال نہ تو بلا ضابطہ ہوسکتے ہیں اور نہ بے مقصد رہ سکتے ہیں ـ اور نہ ہی اس درجہ گر سکتے ہیں کہ حیوانیت آجائے ۔

چنانچہ انسانی اخلاق، تمام اعمال میں دوافع فطری کو پورا کرنا ہے لیکن ان دوافع پر ضبط، اور ان کی تکمیل میں مقصد اور روحانی اشراق ہونا چاہیئے ۔

انسان کے لیئے جنسی علائق میں اخلاق بھی زندگی کے دیگر پہلوؤں کی طرح ہے کہ انسان جنسی جذبہ کی تکمیل "شہوت" کے معیار پر نہیں، بلکہ "عطف" کے معیار پر ہے جنس بذاتِ خود کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ مقصد کے لیے وسیلہ ہے۔ اور قوانین وضوابط اس کو کنٹرول کرتے ہیں تاکہ فرد کی ہلاکت اور جماعت کا بگاڑ نہ بن جائے!

اسی طرح زندگی کے تمام اعمال کے لیئے اخلاقیات ہیں۔ جیسے کھانا پینا۔ لباس، رہائش وغیرہ اس اخلاق سے انسان۔ انسان بنتا ہے۔ اور اس کے بغیر جانور سے بھی گیا گذرا ہوجاتا ہے۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (الاعراف ۱۷۹)

ان کے پاس دل ہیں۔ مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں۔ مگر وہ ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گذرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔

اس ہمہ گیر بنیاد پر اسلام جنسی مسائل کو بھی حل کرتا ہے اور انسان کی تربیت بھی کرتا ہے اسلام نہ جنس کو گندگی کہتا ہے، نہ اس سے انسانی شعور واحساس کو متنفر کرتا ہے۔ جس طرح ہندو دھرم اور مسیحیت وغیرہ کرتے ہیں۔ جو طہارت کے حصول کے لیے انسانی جسم کو مجبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

---

[1] نفس انسانی کا مطالعہ" میں "مرکب طبیعت" کا باب دیکھئے۔

[2] "نفس انسانی کا مطالعہ" میں یہ ابواب دیکھئے، دوافع اور ضوابط۔ بلند اقدار۔

Marfat.com

اسلام تمام فطری دوافع اور زندگی کے ہر نشاط کو جائز کہتا ہے۔ لیکن اس پہ کچھ قوانین بھی عائد کرتا ہے۔ اور یہ قوانین جائز حدود میں بھی موجود ہیں۔

اسلام کا یہ جائز و ناجائز کا خط فاصل ہی انسانیت کو ہلاکت سے بچانے والا ہے ـــــ لیکن یہ جنسی علائق کی پوری اخلاقیات نہیں ہیں ـــــ جو انسان کے لائق ہو!!

جائز و ناجائز کا خط فاصل صرف جنس ہی میں نہیں ہے۔ بلکہ کھانے میں بھی ہے۔

خون، مردار، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پہ ذبح کیا ہوا حرام ہے۔ لیکن باقی اشیا بھی علی الاطلاق جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ ضروری ہے کہ طعام چوری، غصب یا اسراف کا نہ ہو۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ — کھاؤ وہ پاک چیزیں، جو ہم نے تم کو بخشی ہیں۔ (الاعراف ۱۶۰)

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا — کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ (الاعراف۔ ۳۱)

اسی طرح طعام کے کچھ آداب بھی ہیں۔

"آدمی جو برتن بھرتا ہے۔ اس میں پیٹ سب سے برا برتن ہے۔ آدمی کے لئے تو چند لقمے کافی ہیں، جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں"۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

اس طرح طعام حس کی گندگی سے بلند ہو کر انسان کے مناسب زندگی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ جس میں جسم اور روح دونوں شریک ہوتے ہیں۔

اسی طرح جنس میں بھی کچھ محرمات ہیں۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ

تم پر حرام کی گئیں، تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں

Marfat.com

الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ ۔ نے تمہیں دودھ پلایا ۔ (الخ)

لیکن جو جنسی تعلق جائز ہے ۔ وہ بھی غیر مشروط نہیں ہے ۔ بلکہ طہارت اور نظامت کو برقرار رکھنے کے لئے کئی احکام ہیں ۔

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ
قُلْ ھُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ
فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی
یَطْھُرْنَ فَاِذَا تَطَھَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ
مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ ۔
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ
وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ۔

اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں ، آپ فرما دیجئے وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو اور ان سے قربت نہ کیا کرو جب تک وہ پاک صاف نہ ہو جائیں پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جاؤ جس جگہ سے خدا تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں ، توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں پاک و صاف رہنے والوں سے ۔

(البقرہ ۔ ۲۲۲)

اس کے ساتھ ساتھ وہ اقوال بھی ہیں ۔ جو جس کی شدت کو کم کرتے ہیں ۔ حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ سے اس مفہوم کی کئی احادیث نقل فرمائی ہیں ۔

پھر انسان کو یاد دلایا گیا کہ جنسی علائق کا ایک خاص مقصد ہے

نساءکم حرث لکم — تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں ۔

اس آیت میں نسل کشی کی جانب اشارہ ہے ۔

پھر اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ جنسی تعلق صرف جسمانی تعلق ہی نہیں ۔ بلکہ روحانی اور وجدانی تعلق بھی ہے ۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ
لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا
لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ
مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ۔ (الروم ، ۲۱)

اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہارے جنس کی بیبیاں بنائیں ، تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی ۔

Marfat.com

انسانی ترفع کے اس بلند مقام پر جنسی بے راہ روی ایک ایسا عمل بن جاتی ہے۔ جو انسانیت کے کسی پیمانہ پر پورا نہیں اترتا۔ انسان کی کوئی بھی صفت اس عمل میں نہیں پائی جاتی۔ نہ روح کی روشنی، نہ ضبط کی قدرت، نہ مقصد کی فکر اور نہ معاشرے کی خلافت راشدہ کی حدود میں تشکیل ——

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا۔ کیونکہ یہ عمل اللہ کے خلیفہ کے لائق نہیں۔ یہ وجہ نہیں کہ اللہ بندوں پہ تنگی کرنا چاہتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ ان تمام اعمال کو بھی حرام کر دیتا ہے۔ جو فحش کاری میں مدد پہنچائیں۔ چنانچہ اختلاط، تبرج اور اظہار زینت سب حرام ہیں۔

اسی طرح اللہ نے بُری نظر سے دیکھنے اور بُرے الفاظ کے استعمال سے بھی منع فرمایا — چہ جائیکہ عمل فاحش ——!؟

بس ایک صاف ستھرا طریقہ جائز ہے۔ یعنی نکاح!

میں نے دوسری کتابوں میں اس کہانی کو نقل کیا ہے[1] جو یہ کہتی ہے کہ اس قدر نظافت آج ممکن نہیں رہی۔ کیونکہ آج کل لوگ ترقی یافتہ بیسویں صدی میں زندگی گذار رہے ہیں!

جی ہاں! یہ نظافت اس عالم بہائم میں ناممکن ہے۔ جو بیسویں صدی کی جاہلیت میں زندگی گذار رہے ہیں۔

لیکن یہ سب کچھ عالم انسان میں ممکن ہے۔ جب کہ انسان انسانیت کے مرتبہ کو حاصل کرلے!

اقتصادی اور اجتماعی ضروریات کے بارے میں جس قدر باتیں کہی جا رہی ہیں۔ یہ سب وہم باطل ہیں۔ جنہیں جاہلیت بڑا کر کے بتاتی ہے۔ تاکہ لوگ شہوتوں کے بھنور میں پھنس کر اس طاغوت سے غافل ہو جائیں۔ جو ان کی گردنیں دبوچے ہوئے ہے!

اقتصادی اور اجتماعی ضرورت کے نہ ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اجتماعی حکومت۔ روس جو لوگوں کے کھانے پینے اور شادی بیاہ کی کفیل ہے۔ وہ بھی لوگوں کے نکاح کی فکر نہیں کرتی۔ بلکہ لوگ بغیر کسی اقتصادی مجبوری کے جانوروں کی طرح اختلاط کرتے رہتے ہیں!

---

[1] "انسان، مادیت اور اسلام کے درمیان" کا باب "جنسی تشکل" معرکۂ تقالید۔ جمود و ارتقاء

بیشک یہ جاہلیت ہے، جو لوگوں کو شہوت میں اس لئے الجھا دیتی ہے تاکہ لوگ طاغوت سے غافل ہو جائیں۔

اسلام جہاں جنسی انحرافات کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے — جیسے ہر فطری جذبہ پہ منحرف ہونے سے روک قائم کرتا ہے —— —— وہاں اسلام نکاح کی سہولتیں بھی مہیا کرتا ہے۔ نکاح کو آسان بناتا ہے۔ اس پہ لوگوں کو ابھارتا اور اسے اللہ سے قربت حاصل کرنے کا ذریعہ اور عبادت قرار دیتا ہے۔!

پھر ایک ہی وقت میں راحتِ اعصاب اور راحتِ ضمیر کا بھی ضامن ہے۔

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ اس فطری جذبہ کو دبا کر انسان کے اعصاب کو تھکایا جائے اگرچہ یہ کوشش کرتا ہے کہ معاشرہ صاف ستھرا رہے۔ تاکہ لوگوں کی قوت برداشت جواب نہ دے جائے —— بلکہ اسلام اس کی سہولتیں فراہم کرتا ہے اور اس میں نظامت کو ملحوظ رکھتا ہے، تاکہ ضمیر مطمئن رہے —— اسی طرح اسلام سکون و استقرار کا ضامن ہے — جب کہ ——

اس سے قبل ول ڈیورانٹ کا بیان گذر چکا کہ جاہلیت جدیدہ میں انسانیت کس طرح اپنا نفسیاتی عصبی اور روحانی اطمینان کھو چکی ہے۔

اسلام عائلی استقرار کی ضمانت دیتا ہے — جب کہ ——

پہلے گذر چکا کہ جب جنس کا اخلاقی بندھن ٹوٹ گیا تو کس طرح عائلی نظام کی بنیادیں ہل گئیں اور مرد و عورت پراگندہ ہو گئے۔

اسلام بچوں کے لئے ضامن ہے کہ وہ پیار و محبت کی فضاء میں پرورش پائیں — اور انحراف و پراگندگی سے بچ جائیں۔

اسلام جس وقت انسان کو انسانیت کے بلند اور ارفع مقام پر لاتا ہے — اسی وقت اس کی تمام ضروریات و حاجات کی تکمیل کے لیے بھی حل بتاتا ہے ——

Marfat.com

آرٹ و فن کو بھی اللہ کی بتائی جادۂ حق کے مطابق ہونا چاہیئے۔

میں نے اپنی کتاب "اسلامی فن کا طریق کار" میں ان لوگوں کی تفصیلی تردید کی ہے۔ جو منہ بنا کر اور ناک بھوں چڑھا کر کہتے ہیں کہ فن کا اللہ کی ہدایت سے کیا تعلق؟!

ہم پہلے بتا چکے کہ ہم اسلامی طرز زندگی کی تفاصیل نہیں پیش کرنا چاہتے۔ بلکہ ہر باب میں رہنمائی کے لیے چند کلیدی اصول پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جس طرح ہم نے گذشتہ صفحات میں سیاست، اقتصاد، اجتماع، اخلاق اور جنسی تعلقات کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ اسی طرح یہاں ہم فن کے بارے میں اسلام کے رویہ پر روشنی ڈالیں گے۔

فن نشاط بشری ہے۔ جس کو انسان اپنی زندگی میں قائم کرتا ہے۔ اگر انسان کی ساری دلچسپیاں ـــــ سیاست، اقتصاد، اجتماع ـــ اور اخلاق اللہ کی ہدایت میں داخل ہو سکتا ہے ـــ اور ـــ اللہ کی ہدایت انسانی زندگی کے ان تمام پہلوؤں کو بلند کر کے انسانیت کے بلند و ارفع مقام تک لا سکتی ہے۔ تو وہ فن بھی اللہ کی ہدایت کے سائے تلے پروان چڑھ کر انسانیت کے بلند مقام تک آ سکتا ہے۔

کچھ لوگ یہ کہیں گے کہ اگر فن ـ اللہ کی ہدایت کے زیرِ سایہ ـ آگیا ـ تو فن دینی وعظ اور منبری خطبہ بن جائے گا ـــ اور انسانیت کی جو تصویر یہ فن پیش کرے گا وہ بڑی پاکیزہ اور صاف ستھری ہوگی!؟

کبھی نہیں ـ یہ کہنا جاہلی ذہن کی سادگی فکر ہے۔

فن کا اسلامی طریقۂ کار فن کو اتنی ہی وسعت عطا کرتا ہے ـ جتنی وسعت ـــ اسلام زندگی کے ہر گوشے میں انسان کو دیتا ہے۔

اسلامی طریقۂ کار میں تمام وجود فن کی جولاں گاہ ہے! اللہ ـ کائنات ـ اور انسان سب اسلامی فن کے میدان ہیں۔! یہ تمام پہلو زاویہ اسلامی کی گرفت میں آتے ہیں۔ کیونکہ فن ـــ اپنی تمام مختلف شکلوں میں ـــ انسان کی اس کوشش کا نام ہے کہ وہ اپنے احساسات میں الفاً ہونے والے حقائق وجود کی عکاسی خوبصورت اور مؤثر انداز میں کرے۔

Marfat.com

انسان کا۔ اللہ، کائنات، زندگی اپنے نفس اور دوسروں سے تعلق — فن کی جولان گاہ ہے۔ خواہ فن اسلامی منہج کے مطابق ہو یا نہ ہو۔

جس وقت فن اسلامی طریقۂ کار اختیار کرے گا اس وقت صرف یہ تبدیلی ہوگی کہ انسان کے جملہ تعلقات کو اسلامی نقطۂ نظر اور اسلامی شعور سے دیکھا جائے گا۔

یہ بالکل بدیہی امر ہے — کہ مسلمان جن احساسات و شعور کی ترجمانی کرے گا وہ قطعاً ان احساسات سے مختلف ہوں گے۔ جو ایک غیر مسلم کے ہوں گے۔

ایک مسلمان کے شعور و احساسات یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ اللہ سے محبت، کائنات سے مشارکت، زندگی کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی سے محبت اور یہ کہ زندگی دنیا و آخرت دونوں کو شامل ہے اور انسانوں سے محبت و کش مکش کا تعلق!

اسلام واقعیت پسند ہے اور اسلام کہتا ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ۔ (البقرہ ۲۵۱)

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعضے آدمیوں کو بعض سے دفع کرتے رہا کرتے۔ تو سر زمین تمام تر فساد سے پر ہو جاتی۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ

اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے۔ پھر اس سے جا ملے گا۔ (الانشقاق۔ ۶)

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ

ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔ (البلد۔ ۴)

اسلام یہ نہیں کہتا کہ دنیا مثالی جنت ہے، نہ یہ کہتا ہے کہ انسان کے قدموں کے نیچے نعمتیں بچھی پڑی ہیں، بلکہ اسلام کہتا ہے کہ زندگی محنت و مشقت اور کش مکش کا نام ہے!

بلحاظ انسان بھی اسلام واقعیت پسندانہ انداز اختیار کرتا ہے۔ وہ انسان سے یہ نہیں کہتا کہ تو فرشتہ ہے اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہے اور نہ یہ کہتا ہے کہ دنیا میں سب ہی لوگ صاحبِ عزم ہوتے ہیں — بلکہ یہ کہتا ہے۔

وَخُلِقَ الْاِنْسَانَ ضَعِیْفًا انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔ (النسآء ۲۸)

اور کہتا ہے "ہر ابن آدم خطاکار ہے" ۔

اسلامی طریقہ کار کو اپنانے والا فن زندگی اور انسان کی غلط تصویر کشی نہیں کرے گا۔ نہ کوئی خیالی شکل بنائے گا اور نہ کوئی چمکدار مثالی صورت دے گا ——

فن کا اسلامی طریقہ بھی انسان کی کش مکش، اس کی زندگی کی مشکلات، خیر و شر کے درمیان کشاکش اور ارتفاع و ہبوط کی عکاسی کرے گا!

سوال یہ ہے کہ پھر اسلامی فن — اور جاہلی فنون میں کیا فرق ہے۔؟

کئی فرق ہیں ——

پہلا یہ ہے — کہ اسلامی فن کی واقعیت۔ اور جاہلی فنون کی واقعیت میں فرق ہے — جاہلی واقعیت کا سرچشمہ انسان کی حیوانی تعبیر ہے۔ جب کہ اسلامی فن کا انسانی تعبیر ہے —— انسانی تعبیر۔ ترقی و تنزل، خیر و شر اور خاکی و روحانی تمام پہلوؤں کو حاوی ہے۔

دوسرا فرق مرکزی توجہ کا ہے۔

اسلامی فن، جو تصویر انسانی زندگی کی بنائے گا۔ اس میں روشن اور تاریک دونوں رخ ہوں گے — لیکن مرکز توجہ کون سا رُخ ہوگا!؟

فنون جاہلیت — جو انسان کی حیوانی تعبیر سے مستفاد ہیں، وہ تاریک پہلو مرکز توجہ بناتے ہیں — گویا تاریک پہلو انسان کی زندگی پر محیط ہے۔!

تاریک پہلو سے ہم کوئی محدود اخلاقی جانب مراد نہیں لے رہے ہیں، بلکہ تمام امور کو اسلامی نقطۂ نظر سے بیان کر رہے ہیں ——

جب —— انسان کی یہ تصویر بنائی جاتی ہے کہ وہ ضرورت کے سامنے مجبور ہے۔ نہ بلند ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے —— یہ انسان کا تاریک پہلو ہے!

جب —— یہ دکھایا جاتا ہے کہ انسان مادی جبر بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ ان کی غلامی سے آزاد ہونے کی کوئی سبیل نہیں اور ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں —— یہ بھی انسان کا تاریک پہلو ہے!

Marfat.com

رہ گئے دوسرے انحرافات ان سے بھی اعلامی فن بری ہے!

مسلمان کے احساسات میں اللہ اور انسان کی کش مکش کا کوئی عکس نہیں ہے ۔ اس لئے اسلامی فن اس کش مکش کا عکاس نہیں ہوگا۔ اگر کسی منحرف انسان کے نفس میں یہ تصور ہو ۔ تو اسلامی فن اس کو انحراف کی شکل میں پیش کرے گا۔!

اسلامی فن میں غیر اللہ ۔ کو الٰہ تسلیم کرنا بھی نہیں ہے ۔

فطرت بیشک خوبصورت، محبوب اور بدیع صورتوں والی ہے ۔ اور انسانی حس اس پر تعجب کرتی ہے ۔ لیکن فطرت کو الٰہ نہیں بنایا جائے گا۔ جیسے رومانوی تحریک نے بنا لیا ۔ جو کلیسا کے الٰہ سے بھاگ کر کسی نئے الٰہ کی تلاش میں تھی ۔ تاکہ رجال دین سے نجات ملے۔

اگرچہ انسان کو عظیم صلاحیتیں حاصل ہیں۔ لیکن انسان الٰہ نہیں ہے۔

انسان کو یہ تمام نعمتیں اللہ کی عطا کردہ ہیں۔ اور انسان پر ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی شکر نہ کرے، بلکہ کفران نعمت کرے۔ تو اسلامی فن اسے انحراف اور بگاڑ کی شکل میں پیش کرے گا!

تاریخ کی مادی جبریت بھی الٰہ نہیں ہے۔ جیسا کہ جاہلی و اشتراکی ادب و فن نے انسان کو مادی جبریت کے سامنے ذلیل و حقیر بنا کر رکھدیا ہے!

اس کے برعکس ۔ اسلامی فن کا میدان بہت زیادہ وسیع ہے اور زندگی کا کوئی معاملہ اسلامی فن کے دائرے سے خارج نہیں ہے!

بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اسلامی فن کا میدان تمام فنون سے وسیع تر ہے ۔ کیونکہ اس میں اللہ کائنات، زندگی، انسان اور ان تمام کے درمیان روابط و تعلق مدنظر ہیں!

لیکن ۔ اسلامی فن ۔ متوازن، نظیف اور اعلیٰ ہے۔ اور اس اعلیٰ ترین مقام پر ہے جو مقام اللہ کے خلیفہ کا ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس واقعیت سے بھی غافل نہیں ہے کہ انسان زندگی میں خلافتِ راشدہ سے منحرف ہے اور انسان میں فطری ضعف بھی ہے۔

Marfat.com

جیب ـــ یہ بتایا جاتا ہے کہ انسان زندگی میں حیران و سرگرداں، اس کے سامنے زندگی کے کوئی معنی ہیں اور نہ مقصد ـ اور نہ اس کے ضمیر کو قرار حاصل ہے ـ اور نہ اسے روشنی کی کوئی کرن دکھائی دیتی ہے ـ تو یہ انسان کا تاریک پہلو ہے !

اور ـــ جیب ـــ یہ دکھایا جاتا ہے کہ انسان شہوتوں کے خلیظ جوہڑ میں غوطے لگا رہا ہے اور ناک تک ڈوبا ہوا ہے ـــ اور ـ اس گندگی سے باہر آنے کی کوئی صورت نہیں تو یہ انسان کا تاریک پہلو ہے :

بیشک یہ تاریک پہلو انسانی زندگی میں موجود ہے ـ لیکن انسان کے تشخص، اس کی حقیقت طاقت اور مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ـ یہ پہلو ہمیشہ انسان پر مسلط نہیں رہتا ـــ اور نہ یہ انسان کی اصل ہے کہ انسان ہمیشہ اسی حال میں رہے !

اسلامی طریقۂ کار کے زیر سایہ ہم وہی واقعیت سامنے لائیں گے جو واقعیت ہم دیکھتے ہیں ـ اللہ کی ہدایت کی روشنی میں جو ہمیں انسان کا ادراک حاصل ہوتا ہے۔ ہماری واقعیت اس ادراک سے مستفاد ہے ـــ ہم اس واقعیت پر اس طرح روشنی ڈالیں گے کہ تاریک پہلو ہمارا مرکز توجہ نہیں ہوگا !

تاریک پہلو انحراف کی واقعیت ہے۔ انسان کی واقعیت نہیں ہے ـــ یہ انسانی کمزوری کا وقفہ ہے ـــ اس کے بعد انسان پھر بلند ہو جائے گا ؛ یا یہ کہیے کہ ـــــ

یہ انسانی کمزوری کا ایسا وقفہ ہے۔ جو اعجاب و تقدیر کے بجائے ـــ افسوس و تاسف القاء کرتا ہے۔

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ	افسوس بندوں کے حال پر۔ جو رسول ان کے پاس آیا۔ اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے۔ (یٰسین - ۳۰)

انسانی کمزوری وضعف ۔ بطور ذلت (ہیرو ازم) نہیں ہے۔ جیسا کہ جاہلیت جدیدہ کے فنون بتلاتے ہیں۔

یہیں راستے علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں ـــ

اسی طرح اللہ کی بتائی ہوئی صراط مستقیم تمام انسانی زندگی کو محیط ہے۔ یہ سیاست، اقتصاد، اجتماع، اخلاق، علائق جنسی اور فن غرض زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے دائرے میں لئے ہوئے ہے!

انسان کی نشاط اور دلچسپی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے۔ جو اللہ کی ہدایت سے باہر ہو!

—— اور اللہ کی ہدایت ہی —— وہ واحد طریقۂ زندگی اور اسلوب حیات ہے۔ جو ہر قسم کے نقص قصور اور بگاڑ سے پاک ہے!

—— اللہ کی ہدایت اور اس کی بتائی ہوئی صراط مستقیم کے علاوہ ہر راہ جاہلیت کی راہ ہے —— اور ہر جاہلیت اپنے دامن میں شر، فساد، شقاوت اور عذاب الیم لیئے ہوئے ہے۔

حیات انسانی میں اعتدال آ ہی نہیں سکتا۔ جب تک لوگ اللہ کی طرف رجوع نہ ہوں، اس پر ایمان نہ لے آئیں اور اس کے قانون کو عملاً اپنی زندگیوں میں نافذ نہ کریں۔!

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى	اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ
اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ	کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین
بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ	سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر
وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ	انہوں نے تو جھٹلایا۔ لہٰذا ہم نے اس بری
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔	کمائی کے حساب میں انہیں پکڑ لیا۔ جو وہ سمیٹ
(الاعراف - ۹۶)	رہے تھے۔

اب لوگوں کے سامنے صرف دو ہی راستے ہیں۔

یا —— تو ایمان لائیں —— اور اللہ سے ڈریں —— تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دے۔

یا —— تکذیب کریں — اور اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال کی سزا میں پکڑ لے۔!

مندرجہ بالا حقیقت کے عیاں اور روشن ہونے کے باوجود اور ان تمام حقائق کے باوجود جو ہم نے گذشتہ فصلوں میں بیان کیئے ہیں —— جاہلیت —— بدستور تاریکیوں میں بھٹکتی رہے گی۔ اور کبھی بھی جاہلیت کو یہ موقع میسر نہ آسکے گا کہ وہ تاریکیوں سے نکل کر تمام امور کا حقیقت پسندانہ

Marfat.com

جائزہ لے اور دیکھے کہ اس کے ہاتھوں دنیا میں کس قدر فساد اور تباہی برپا ہو چکی ہے اور جاہلیت کی ماری ہوئی انسانیت کس طرح مؤثر اور سریع علاج کے لئے تڑپ رہی ہے !

بلکہ ـــــ صورتِ حال اس سے بھی زیادہ بدترین ہے ۔

اور وہ یہ کہ ۔ اسلام ـــــ اللہ کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم ـــــ نہ صرف یہ کہ لوگوں کی زندگی سے کلیتاً خارج ہے ۔ بلکہ یہ کہ جاہلیت کے مارے ہوئے انسان اسلام کو ناپسند بھی کرتے ہیں ! ـــــ

Marfat.com

"اسلام کیوں ناپسند ہے"؟!

اسلام — مکمل جادۂ حق اور ہر کجی اور انحراف سے بری ہے —
یہ وہ نظام ہے۔ جو ہر انسان کو پیش آنے والے ہر ہر مسئلہ کا ٹھیک ٹھیک حل پیش کرتا ہے اور ہر مشکل کو حق و انصاف سے حل کرتا ہے ؛

یہ وہ اسلوب حیات ہے — جو نفس انسانی کی تمام منتشر صلاحیتوں کو یکجا کرکے۔ ایک مقصد عظیم کے حصول میں لگا دیتا ہے۔ اس طرح نہ انسان کی صلاحیتیں مختلف مقاصد میں بٹتی ہیں، اور نہ اس کی دلچسپی متعدد امور میں تقسیم ہوتی ہے۔

یہ وہ طرزِ زندگی ہے۔ جو انسانیت کو شقاوت و عذاب اور حیرت و اضطراب سے نجات دلاتا ہے ؛

کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ لوگ اس طرز زندگی کو ناپسند کرتے ہیں — اور جتنا ان کو اس کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اسی قدر وہ دُور بھاگتے ہیں۔

جی نہیں ! اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ بالکل طبعی امر ہے ! — کیونکہ — تاریخ کے ہر دور میں جاہلیتیں اسلام کو ناپسند کرتی رہی ہیں — اور اس لئے ناپسند کرتی رہیں — کہ اسلام — اسلام ہے !

جس قدر جاہلیت سرکش اور اللہ سے دُور ہوگی۔ اسی قدر وہ اللہ کی نازل کردہ راہِ حق سے متنفر ہوگی !

جب — جاہلیت جدیدہ — تاریخ کی تمام جاہلیتوں میں سب سے زیادہ سرکش ہے — تو یہ طبعی امر ہے کہ اس کی اسلام سے نفرت بھی تمام جاہلیتوں سے زیادہ ہوگی ! —

کوئی تعجب نہیں۔ اگر جاہلیت جدیدہ اسلام سے نفرت کرتی ہے۔ کیونکہ تاریخ میں جاہلیت کا ہمیشہ یہی مؤقف رہا ہے کہ جاہلیت اسلام سے نفرت کرتی ہے اور کسی صورت میں اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ اور ہر اس شخص سے بھی نفرت کرتی ہے جو اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ اور اسلام کی طرف بلانے والے کو جلاوطن کرتی ہے یا قتل کر دیتی ہے ۔

جاہلیت اسلام کی طرف بلانے والوں کو آزادیٔ رائے ! اور آزادیٔ اعتقاد ! کے اصول کے ماتحت زندہ رہنے کا حق بھی نہیں دیتی !

لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۔

(الاعراف ۵۹-۸۸)

نے جو اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مبتلا تھے ۔ اس سے کہا کہ اے شعیب ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ ورنہ تم لوگوں کو ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا ۔

یہ ایک ہی کہانی ہے جو تمام تاریخ میں دہرائی جاتی رہی ۔ جاہلیت کا ایک ہی معاملہ ہے جو ہمیشہ اسلام کے ساتھ رہا ہے ۔

فَهَدَيْنَا هُمُ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ ۔

ان کے سامنے ہم نے راہ راست پیش کی مگر انہوں نے راستہ دیکھنے کے بجائے اندھا رہنا پسند کیا ۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا

اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ اس نے کہا اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے ۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف رہنمائی آگئی ہے۔ لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس

Marfat.com

تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ. قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۔

کی اصلاح ہو چکی ہے۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اگر تم واقعی مومن ہو اور زندگی کے ہر راستے پر رہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو خوف زدہ کرنے اور ایمان لانے والوں کو خدا کے راستے سے روکنے لگو۔ اور سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کے درپے ہو جاؤ۔ یاد کرو وہ زمانہ جب کہ تم تھوڑے تھے پھر اللہ نے تمہیں بہت کر دیا اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ دنیا میں مفسدوں کا کیا انجام ہوا ہے۔ اگر تم میں سے ایک گروہ اس تعلیم پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ ایمان لاتا ہے اور دوسرا ایمان نہیں لاتا تو صبر کے ساتھ دیکھتے رہو۔ یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی قوم کے سرداروں نے جو اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مبتلا تھے۔ اس سے کہا کہ اے شعیب ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ ورنہ تم لوگوں کو ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا۔ (الاعراف ۸۰ - ۸۸)

کبھی نہیں ۔ جاہلیت کے متوالے ان صلح جو داعیوں کو بھی زندہ رہنے کا حق نہیں دیں گے۔ جو کہتے ہیں۔

فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۔

انتظار کرو۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔ وہ ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

جاہلیت کا یہ موقف اتفاقیہ نہیں ہے۔ بلکہ اس موقف کے کئی اسباب ہیں:

جاہلیت اسلام سے اس لئے نفرت نہیں کرتی کہ جاہلیت اپنے دل میں — اسلام کا حق اور بھلائی محسوس نہیں کرتی — یا — جاہلیت یہ سمجھتی ہے کہ جس باطل زندگی کو وہ گزار رہی ہے۔ وہ اسلام سے زیادہ درست اور صحیح ہے!

نہیں — بلکہ جاہلیت اسلام کو یہ جانتے بوجھتے ناپسند کرتی ہے کہ اس میں حق بھی ہے اور خیر بھی — اور اسلام زندگی کے بگڑے ہوئے معاملات کو سنوار سکتا ہے۔

جاہلیت اسلام سے اس لئے متنفر ہے کہ وہ چاہتی ہے کہ زندگی میں بگاڑ رہے۔ اور تمام معاملات اسی بگاڑ اور کجی کے ساتھ چلتے رہیں۔ ان میں استقامت نہ آنے پائے!

جاہلیت اسلام سے اس لئے متنفر ہے کہ وہ جاہلیت ہے اور یہ اسلام ہے!

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى (فصلت - ۱۷)

رہے ثمود۔ تو ان کے سامنے ہم نے راہ راست پیش کی۔ مگر انہوں نے راستہ دیکھنے کے بجائے اندھا رہنا پسند کیا۔

(۱) یہ مثال جاہلیت کا ہمیشہ کا موقف ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں تمہارے حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے جواب دیا۔ ہم کو تو یہ نظر آتا ہے کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔

(۲) وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اور اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ پھر کیا تم غلط روی سے پرہیز نہ کرو گے

Marfat.com

قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ

اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر رہے تھے۔ جواب میں کہا ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے ہیں۔

(۲) وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۔

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اس نے کہا اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ ان بڑائی کے مدعیوں نے کہا۔ جس چیز کو تم نے مانا ہے ہم اس کے منکر ہیں۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ

اور لوط کو ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ پھر یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ کیا تم ایسے بے حیا ہو گئے ہو کہ وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم بالکل ہی حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔ مگر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ نکالو ان لوگوں کو اپنی بستیوں سے بڑے پاکباز بنتے ہیں۔

(۳) اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی

(۴) شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

شعیب کو بھیجا۔ اس نے کہا اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی صاف رہنمائی آ گئی ہے۔ اس کی قوم کے سرداروں

Marfat.com

آسان ہو۔ جب یہ ملغوبہ لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہوگیا تو اسرار دین کا کلیسا دعوے دار بن بیٹھا اور لوگوں کو کہا کہ وہ ان اسرار کو بلا سمجھے تسلیم کرلیں ـــــ اور اللہ تک پہنچنے کے لئے کلیسا کا وسیلہ ضروری قرار پایا!

پھر اس ذریعہ سے کلیسا اپنے اقتدار کو وسیع کرتا رہا ـــــ

لوگوں پر تاوان لگائے گئے ـ اور ـــــ

ان کو خلاف فطرت رہبانیت کی دعوت دی گئی!

اور کچھ وقت بعد ـــ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عبادت و طہارت کے مراکز کلیسا میں اللہ کے "مقدس بندے" بھیانک جرائم میں ملوث ہیں۔!

پھر "مغفرت ناموں" کا کھیل کھیلا گیا۔ جس سے لوگوں کے دلوں سے مذہب کا رہا سہا احترام بھی ختم ہوگیا!

پھر جب کلیسا علم کے مخالف ہوا۔ اور سائنس دانوں کو آسمانی حکم پر جلایا گیا ـ تو یورپ میں قیامت برپا ہوگئی!

یہ ہے وہ طریق کار جس نے یورپ میں مذہب و سائنس کو علیحدہ علیحدہ اور مذہب و زندگی کے راستے جدا جدا کر دیئے!

یورپ کلیسا کے مذہب سے متنفر ہو کر آہستہ آہستہ مذہب ہی سے کنارہ کش ہوتا چلا گیا۔

جب اسلامی تہذیب اور اسلامی علوم سے حاصل کردہ روشنی پر "تحریک احیا" شروع ہوئی تو وہ کلیتاً مذہب دشمن بنیادوں پر قائم ہوئی۔

یورپ کے پاس کلیسا دشمنی کا تو کوئی عذر ہو سکتا ہے ـ لیکن مذہب دشمنی کے لیے کیا عذر ہے؟

غرض یورپ کلیسا اور کلیسا کے مذہب سے بھی متنفر ہوگیا۔ اور اسلام سے بھی اس کا کفر بڑھ گیا۔ جب کہ اسلام ہی نے اسے تہذیب آشنا بنایا اور علم دے کر تاریکیوں سے روشنی میں لایا۔

اگر یورپ کے پاس کلیسا دشمنی کے لیے کوئی عذر موجود ہے۔ تو اس بات کا کیا عذر ہے کہ روح صلیبی نے اسے اسلام کے بالمقابل لا کھڑا کیا۔ جب کہ یورپ بخوبی واقف تھا کہ اسلام ہر

Marfat.com

قسم کی خیر اور اس کی تہذیب کا مصدر ہے!

یہودیت ـــ نے جب سے اللہ سے اپنا میثاق کو توڑا اور اس کی ہدایت کو ٹھکرایا تھا ـــ اسی وقت سے ہر نئی دعوت کے خلاف گھات لگائے بیٹھی تھی ـ چنانچہ ـــــ

جب یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد کلیسا دشمنی پر رکھی گئی۔ یہودیت نے فوراً بھانپ لیا کہ وقت آگیا ہے کہ مسیحیت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے ـــ پس یہودیت نے مذہب دشمنی کی کھائی کو مزید وسیع کرنا شروع کر دیا ـــ اور ـــــ

جب ڈارون اپنے نظریات کے ساتھ کلیسا کے مقابلہ پر آگیا۔ عالمی یہودیت بھی اپنے تین علماء ـــ مارکس، فرائڈ اور ڈرکایم ـــ کو لے کر مذہب کی بنیادیں ہلانے کے لئے میدانِ کارزار میں کود پڑی[1]۔ اور مسیحیت کو ختم کرنے کے لیے ہر قسم کے اخلاقی بگاڑ کو رواج دیا اور قوموں اور افراد کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی عالمی یہودیت مشرق و مغرب کی سیاست پر مسلّط ہوتی گئی ـــــ چنانچہ بیک وقت سرمایہ داری اور اشتراکیت پر یہودیت کا غلبہ ہو گیا۔!!

پھر صلیبی اور صیہونی مشترک عداوت اپنی پوری تندی اور سختی کے ساتھ عالمِ اسلام کی طرف متوجہ ہو گئی۔

چنانچہ صلیبی یورپ نے ـ یہودیوں کے سرمایہ کے بل بوتے پر دنیائے اسلام کو اپنے استعمار کا شکار بنا لیا اور اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کیے ـــــ مشنریاں قائم کیں ـــ مسلمانوں کے سامنے اسلام کو شکلیں بگاڑ کر پیش کیا۔ اخلاق کو برباد ـــ اور بالآخر ایک ایسی نسل تیار کی جو اسلام سے متنفر، اور مغرب کی ذہنی غلام تھی۔ اسی نسل کو اسلامی ملکوں کا اقتدار سونپ دیا گیا۔ اور انہوں نے بھی اسلام کو ختم کرنا شروع کر دیا![2]

یہاں پر اس تفصیل کی گنجائش نہیں ہے کہ اسلامی دنیا کے خلاف صلیبی صیہونی سازش نے کس قدر مکر و فریب سے کام لیا ہے۔ ہاں صرف ہم عصر مستشرق ولفرڈ کانٹول اسمتھ کی کتاب

---

[1] اس کتاب کے صفحہ پر بریولٹ کا بیان دیکھیں۔

[2] "جمود و ارتقاء" میں تین یہودیوں کا باب دیکھئے۔

جب پہلے پہل اللہ کے قانون اور عقیدے سے انحراف شروع ہوتا ہے تو بڑی معمولی شکل میں ہوتا ہے اور مومنین سے پوشیدہ رکھ کر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت مومنین ہی غالب قوت ہوتے ہیں اور اللہ کا دین نافذ ہوتا ہے۔

کبھی انحراف 'حسن نیت' سے ہوتا ہے۔ جس کی وجہ تکالیف کے برداشت سے ہمت ہارنا اور ضعف ہوتا ہے۔

اور کبھی انحراف 'بری نیت' سے ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ منافقین اسلام میں داخل ہو کر عقیدہ کی عمارت ڈھانے کے لیئے موقعہ کے منتظر رہتے ہیں۔

اور جب تک اللہ کے دین کا غلبہ رہتا ہے۔ وہ منافقت برتتے رہتے ہیں۔

لیکن ابتدا میں یہ انحراف بڑا معمولی ہوتا ہے اور پوشیدہ رہتا ہے۔

پھر جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے۔ انحراف بڑھتا جاتا ہے۔

اور لوگوں کے دلوں میں عقیدہ سے انحراف کو خوشنما بنا بنا کر پیش کرتا ہے اور صراطِ مستقیم نے نور کو دھندلا کر اور صراطِ مستقیم پر چلنے والوں کے قلوب کو افسردہ کر کے انہیں ایسا بنا دیتا ہے کہ پھر ان کی نگاہیں نور دیکھنے کے قابل نہیں رہتیں۔

اسی وقت سے زمین میں فساد پھیلنا شروع ہو جاتا ہے اور "طاغوت" سر اٹھانے لگتا ہے!

پھر اللہ کے دین سے دوری بڑھتی رہتی ہے۔ اور لوگوں میں بگاڑ بڑھتا رہتا ہے!

حتیٰ آنکہ لوگوں کی زندگیوں میں اللہ کا قانون نافذ العمل نہیں رہتا ـــــ اور طاغوت کی حکمرانی شروع ہو جاتی ہے۔

اس وقت جاہلیت کسی ایسے شخص کی پکار نہیں سنتی جو اس کو اللہ کی طرف بلائے۔ بلکہ ہر داعی کی دشمن ہو جاتی ہے۔ بلکہ جاہلیت داعیان حق کے خلاف شدید ترین جنگ برپا کر دیتی ہے اور جوں جوں 'داعی' حق کی طرف بلاتے جائیں گے۔ اتنا ہی جاہلیت ان کی خلاف جنگ میں شدت برتتی جائے گی۔ حتیٰ آنکہ یا تو ان داعیان حق کو سرزمین وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔ یا ان کا خون بہایا جائے گا!

Marfat.com

جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے تو لوگ کسی سادگی اور ناواقفیت کی بناء پر اسلام کے دشمن نہیں ہوتے ـــــ بلکہ اس دشمنی کا حقیقی سبب یہ ہوتا ہے کہ جاہلیت کو خطرہ ہوتا ہے کہ اگر اسلام آگیا۔ تو جاہلیت، اس کی مصالح شہوتیں اور انحرافات سب مٹ جائیں گے ـــ کیونکہ جاہلیت کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ جادۂ حق سے کس قدر منحرف ہوگئی ہے، اور ہوائے نفس کی حکمرانی اور شہوت نفس کی غلامی کس درجہ بڑھ گئی ہے ـــ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اگر اسلامی نظام برپا ہوجائے۔ تو اسے کس قدر مصالح اور منافع سے دست بردار ہونا پڑے گا!

اس لئے جاہلیت اسلام سے متنفر ہے اور اسلام کے خلاف اس کا موقف معاندانہ اور جنگ جویانہ ہے۔ اس موقف میں متکبرین اور کمزور سب برابر ہیں ـــ کیونکہ ان سب کی جاہلیت کے ساتھ کچھ منافع کچھ مصالح اور شہوتیں وابستہ ہیں ـــ اور یہ لوگ نہیں چاہتے کہ اسلام کو اپنا کر یہ اپنے ان منافع سے دستبردار ہوجائیں کیونکہ اسلام تمام مصالح فاسدہ، منافع منحرفہ اور شہوتوں کی راہ میں قائم کردیتا ہے!

اس بیان سے یہ بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ جاہلیت جدیدہ اسلام کی کیوں دشمن ہے؟!

جاہلیت جدیدہ کا موقف اسلام کے بالمقابل دشمنی اور عداوت کا ہے ـــ مشرق و مغرب میں ہر جگہ ـــ بلکہ ان ممالک میں بھی جو اپنے آپ کو "اسلامی ممالک" کہتے ہیں! جاہلیت کا موقف یکساں ہی ہے!

یورپ و امریکہ میں جاہلیت کا یہ موقف بالکل واضح ہے!

یورپ تو دین کو ناپسند کرتا ہے ـــ اور عقیدہ سے ـــ اور عقیدہ کے واقعیاتی زندگی پر چھا جانے سے متنفر ہے ـــ اور خاص طور پر اسلام تو بہت زیادہ ناپسند ہے ـــ اسلام کے خلاف تو ایسی خوفناک جنگ برپا کی ہوئی ہے جس کا تصور بھی مشکل ہے!

مطلقاً مذہب سے نفرت کے اسباب تو ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہیں۔

کانسٹنٹائن نے پوری رومی سلطنت میں مسیحی مذہب کو لازمی قرار دے دیا تھا ـــ دین مسیحی میں کچھ بت پرستانہ، خیالات بھی داخل کردیئے گئے، تاکہ بت پرستوں کو دین مسیحی اپنانا

اپنی کند ذہنی اور بیوقوفی کی بناد پر یہ دانشور نہ صرف اسلام دشمن ہو گئے۔ بلکہ اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لیئے تمام صلیبی اور صیہونی ہتھیار لے کر نکل آئے۔

لکھنے والے فن کار، افسانہ نویس، ریڈیو، سینما اور ٹیلی ویژن کے آرٹسٹ تمام اسلام کے دشمن ہیں اور اسے ناپسند کرتے ہیں۔

ان کی ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ جو تجارت یہ کر رہے ہیں وہ تمام کی تمام اخلاق کی بربادی، بے حیائی کی اشاعت اور مرد و زن کے اختلاط کے گڑھ ہیں —— یہ بات ان آرٹسٹوں کو بھی معلوم ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ تجارت حرام ہے اور اگر اسلام آگیا تو ظاہر ہے کہ وہ اس گندگی کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ یہ تجارت اتنی ہی گندی اور نجس ہے جتنی عصمت فروشی! یہ لوگ ان باتوں کو بخوبی سمجھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ صرف جاہلیت ہی اس گندگی کو برداشت کر سکتی ہے اور اس طرح ان کی منافع خوری اور لذت پرستی کے مواقع مہیا کر سکتی ہے۔ لیکن اسلام اپنی نظافت اور بلند اخلاق کی بناد پر نہ وہ ان لوگوں کو برداشت کر سکتا ہے، نہ ان کی نفع اندوزی کی کوئی ضمانت دے سکتا ہے بس اسی لیئے یہ طبقہ اسلام کو ناپسند کرتا ہے!

رہ گئی نوجوان نسل جس کے سامنے بے حیائیوں کے دروازے چوپٹ کھلے پڑے ہیں اور ان کی تمام زندگی کا ماحصل، ایک رقیق نغمہ، ایک فحش افسانہ، ایک عریاں رقص اور ایک جنسی تلذذ کا لمحہ —— بن گیا ہے —— ظاہر ہے انہیں بھی اسلام ناپسند ہے۔!

یہ اسلام کو اس لیئے ناپسند کرتے ہیں، کیونکہ یہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی تمام بے راہ روی اور شہوت رانی مذہب سے دُور رہ کر ہی ہو سکتی ہے — کیونکہ اللہ کا دین پاکیزہ ہے، وہ اس گندگی کو نہیں برداشت کر سکتا! اور یہ طبقہ چاہتا ہے کہ اس گندگی میں پڑا رہے اور ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے ... کہ اس بدکاری سے گذشتہ اقوام کس انجام کو پہنچیں ۔ اور آج بعض قومیں کس انجام سے دوچار ہیں۔ انہیں ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ دنیا کی تخریب پسند قومیں

Marfat.com

ان کے اخلاق کی بربادی اور ان کے دین و ایمان کی تباہی کا ایک بڑا پروگرام اپنے سامنے رکھتی ہیں۔ اور اس پروگرام کی منظوری صلیبی اور صیہونی دنیا سے مل چکی ہے۔ اور اب یہ نوجوان نسل شہوت رانی اور لذت پرستی میں اتنی منہمک ہو چکی ہے کہ وہ اب صحیح زندگی کی طرف نہیں آسکتے۔ چنانچہ یہ بھی اسلام کو ناپسند کرتے ہیں!

موجودہ دور کی آزاد عورت تو خاص طور پر اسلام کو ناپسند کرتی ہے!

عالم اسلام میں "آزادئ نسواں" ایک اہم مسئلہ رہا ہے جس کے لئے صلیبی سامراج اور صیہونی سازش نے پوری ایک صدی تک جد و جہد کی ہے۔!

"عالم اسلام پر حملہ" نامی کتاب میں ہے — یہ کتاب دراصل آج سے پچاس سال قبل کا "مجلہ عالم اسلامی" کا ایک خاص شمارہ ہے — یہ مجلہ فرانس سے نکلتا ہے۔ اور اس کا مقصد اسلامی دنیا میں مشنری کام کا جائزہ لینا ہے — غرض اس مضمون کے صفحہ ۴۸ پر تحریر ہے۔

"مشنری کوششوں کے دو مقاصد ہیں۔ ایک نوجوانوں کو عیسائی بنانا — اور — دوسرے تمام مسلمانوں میں مسیحی افکار کی اشاعت"

اسی کتاب کے صفحہ ۴۷ پر ہے ———

"مشنری اگر اپنی تحریکات کے آثار کمزور دیکھیں تو اس سے ناامید نہ ہوں۔ کیوں کہ یہ بات بالکل سامنے آچکی ہے کہ مسلمانوں کو مغربی علوم اور "آزادی نسواں" کی چاٹ پڑ چکی ہے"

صفحہ ۸۸ اور ۸۹ پر لکھنؤ اور قاہرہ کی مشنری کانفرنسوں کے طے کردہ لائحہ عمل ہیں لکھنؤ کانفرنس جو ۱۹۱۱ء میں ہوئی اس میں یہ دو نکاتی لائحہ عمل منظور ہوا ———

"۱۔ موجودہ حالات کا مطالعہ۔

۲۔ تعلیم نسواں — اور مشنریوں کی تعلیم کے لیے کوشش!

قاہرہ کانفرنس (۱۹۰۶ء) نے جو پروگرام منظور کیا۔ اس کا ایک نکتہ درج ذیل ہے:۔

۷۔ مسلم خواتین میں اجتماعی اور نفسیاتی ارتقاء ———

Marfat.com

"موجودہ دور میں اسلام" کے صفحہ ۱۰۴ اور ۱۱۳ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جہاں مصنف نے تحریر کیا ہے۔ کہ

"مغرب اپنی تمام تر جنگی فکری علمی اور اقتصادی طاقتیں اسلام کے خلاف استعمال کر رہا ہے اور وہ عالم اسلام کے قلب میں اسرائیل کو ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے ماتحت وجود میں لایا ہے۔"

یہ شہادت یورپ کی اسلام کے خلاف عداوت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

عالم اسلام میں اسلام دشمنی کسی قدر یورپ سے مختلف پیمانے پر ہے۔ لیکن آخر کار اس کا بھی سرا یورپ ہی سے ملتا ہے۔ جیسا کہ ہر جاہلیت دوسری جاہلیت سے تعاون کرتی ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں پائی جاتی ہو۔ اگرچہ نشانیاں اور علامتیں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔ جن سے ایک جاہلیت دوسری سے ممتاز ہوتی ہے!

آج اسلامی دنیا میں اسلام اتنا ہی غریب و اجنبی ہے۔ جس قدر وہ جزیرہ نمائے عرب کی جاہلیت میں اپنے ابتدائی دور میں تھا!

بلکہ آج کے جاہلی اسلام سے زیادہ متنفر ہیں!

ہم عالم اسلام کے مختلف گروہوں کے بارے میں بیان کریں گے کہ وہ کیوں اسلام کو ناپسند کرتے ہیں۔

آج عالم اسلام میں بسنے والے لوگوں کی اسلام دشمنی مختلف گروہ اور متنوع اقسام میں بٹی ہوئی ہے:

"عالم اسلامی" کی کوئی بھی سرکش طاقت ــ خواہ یہ طاقت اسلام کے خلاف کھلم کھلا جنگ کر رہی ہو ــ یا بظاہر رویہ مفاہمانہ ہو اور اندرون خانہ اسلام دشمن ہو ــ ان میں سے کوئی بھی سرکش اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اس کا ایک سادہ سا سبب ہے اور وہ یہ کہ اسلام انسانیت کا رشتہ اللہ سے جوڑتا ہے جب کہ دوسری طاقتیں اللہ کے سوا کسی اور سے تعلق قائم کرتی ہیں۔

Marfat.com

تاریخ کی ہر سرکش طاقت اسلام کے بالمقابل اسی طرح شکست کھاتی رہی ہے، خواہ اس کی جنگ اسلام کے عقیدہ کے ساتھ ہو۔ یا اسلام کے ماننے والوں کے ساتھ ہو۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ عالم اسلام کی یہ سرکش طاقتیں بذاتِ خود قائم نہیں ہیں، بلکہ ان کو صلیبی استعمار اور یہودی سازش نے سہارا دیا ہوا تاکہ اس طرح وہ اسلام کا خاتمہ اور مسلمانوں کو تباہ کر سکیں !

عالم اسلام میں ایک طبقہ "دانشوروں" کا ہے۔ جو صلیبی اور صیہونی مکر و فریب کا شکار اور اسلام کا اصل دشمن ہے کیونکہ ان دانشوروں کو سامراج نے اپنی خاص نگرانی اور توجہ کے ساتھ اپنی ان تعلیم گاہوں میں تیار کیا ہے۔ جن کا مقصد مسلمانوں میں ایک ایسی نسل تیار کرنا ہے جن کو حقیقت اسلام سے ذرا بھی مس نہ ہو اور اس کے بجائے ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کر دیئے جائیں !

مسلمانوں کی اس نسل کو یہ تعلیم دی گئی کہ اسلام پس ماندگی، تنزل اور رجعیت ہے۔ ترقی اور تہذیب کا راستہ صرف یہی ہے کہ مذہب سے دامن چھڑایا جائے۔ زندگی کی تگ و دو سے مذہب کو ذرا دور ہی رکھا جائے اور زندگی کے مختلف پہلوؤں، سیاست، اقتصاد اور اجتماع پر اس کے اثر انداز ہونے کے مواقع کو بالکل ختم کر دیا جائے اور زندگی کی ہر تعبیر و مفہوم اسلام کے بجائے اس کا صلیبی اور صیہونی مفہوم اپنایا جائے۔

اس نسل کو یہ تلقین کی گئی کہ مذہب ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور طاقت اور تہذیب اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے۔ جب مذہب کو راستہ سے ہٹا دیا جائے۔!

اپنی کند ذہنی اور بیوقوفی کی بناء پر دانشور جاہلیت جدیدہ کے مسموم چشموں سے سیراب ہوتے رہے۔ حتیٰ آنکہ ان کی نفع و نقصان کی فطری حس بھی ختم ہو گئی۔ اور یہ شعور بھی باقی نہیں رہا کہ صرف علم کا حصول ـــ جو بلاشبہ ایک تمدنی ضرورت ہے ـــ اور زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اللہ کی بنائی ہوئی صراط مستقیم سے منحرف افکار کا اپنا لینا دو علیحدہ علیحدہ شئے ہیں۔ اور یہ فکری انحراف ہی ہے جو عالم اسلام کو گھن کی طرح کھا کر ختم کر رہا ہے۔

Marfat.com

جمہور مسلمان اسلام سے عقیدتاً تو بیزار نہیں ہیں لیکن عملی زندگی میں اس کا نفاذ بھی نہیں چاہتے ! ——

جمہور کا عقیدہ بس اس مصرف کا ہے کہ زیادہ سے زیادہ نماز پڑھ لی اور روزہ رکھ لیا۔ اس کے علاوہ دیگر پابندیاں برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اسی طرح بے قید زندگی گذارتے رہیں۔ فحش فلمیں بھی دیکھتے ہیں۔ ٹیلی ویژن پر عریاں رقص بھی دیکھتے ہیں اور گندے گانے بھی سنتے ہیں ——

خوب آزادی کے ساتھ جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ غیبت بھی کرتے ہیں اور تجسس بھی کرتے ہیں۔ بغیر حلال و حرام کی پرواہ کیئے ہوئے !

بہت سے عوام الناس راہ چلتی عورتوں کی فتنہ سامانی سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بہت سی خواتین بھی مردوں کو مائل کرنا چاہتی ہیں اور خوب بناؤ سنگار کر کے باہر نکلتی ہیں۔ ان سب عام مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ اگر نیت بری نہ ہو تو ان تمام کاموں میں کوئی قباحت نہیں ہے ——

بس عام مسلمانوں کے نزدیک اسلام کی اتنی سی حقیقت ہے کہ وقتاً فوقتاً نماز روزہ کر لیا جائے۔ رہ گیا یہ تصور کہ اسلام پوری زندگی میں جاری و ساری رہے۔ اور ہر چھوٹی یا بڑی بات میں اسلام سے رہنمائی لی جائے اور اسلام کو عملاً زندگیوں میں نافذ کیا جائے۔ سو اس کا عوام کے ذہنوں میں کوئی دھندلا سا خاکہ بھی نہیں ہے۔!

جمہور مسلمان اگرچہ دانشوروں اور مسلم قوم کے دوسرے طبقات کی طرح اسلام سے نفرت تو نہیں کرتے۔ مگر حقیقتاً وہ بھی اسلام کو ناپسند کرتے ہیں !

اوپر مسلمانوں کے تمام طبقات کا جائزہ لیا گیا کہ ان کا اسلام کے بارے میں کیا موقف ہے۔ مجموعی طور پر تمام طبقات کی مصالح، نفع اندوزیاں اور خواہشات نفس انہیں اسلام کے ناپسند کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اس ناپسندیدگی میں کمزور و طاقت ور سب برابر کے شریک ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کے ساتھ اس کی اپنی مصالح ہیں ——

غرض جو جاہلیت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ وہ ہی جاہلیت پوری طرح اسلامی دنیا پر

Marfat.com

بھی چھائی ہوئی ہے ۔!

اب مسلمان کہاں باقی ہیں ۔!

عالمِ اسلام میں خال خال ایسے افراد بکھرے ہوئے اور پراگندہ طور پر موجود ہیں، جو اسلام کی حقیقت سے واقف ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اسلام ہی دین حق ہے اور اسلام ہی راہ نجات اور پوری انسانیت کی بیماریوں کا علاج ہے ۔

انہیں یہ بھی بخوبی معلوم ہے کہ اسلام کا راستہ کانٹوں سے پُر ہے ۔ اس کے حصول کے راستہ میں خون کی ندیاں حائل ہیں ـــــ اس کے باوجود بھی وہ اس پُرخار وادی میں گھس چکے ہیں اور اس کارِ خیر کا بدلہ صرف اللہ سے چاہتے ہیں ؛

لیکن ـــــ یہ بکھرے ہوئے پراگندہ افراد موجودہ نسلِ انسانی میں کوئی انقلاب نہیں برپا کرسکتے کیونکہ ان کے مقابل نہایت بدترین دشمن حد درجہ منظم طریقے پر موجود ہیں ۔ وہ ان سب افراد کو ختم کردیں گے اور اسلامی معاشرے کے قیام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکے گا ۔!

انسانیت اللہ کے دین کا رُخ نہیں موڑ سکتی !

جو نام نہاد مسلمان آج موجود ہیں اور جو درحقیقت اسلام سے متنفر ہیں اور اس کو عملی زندگی سے دُور رکھنا چاہتے ہیں ـــــ یہ کوئی اسلام کے ٹھیکیدار نہیں ہیں کہ ان کی تباہی اسلام کی تباہی سمجھی جائے ۔!

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا وَّلِلّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ اللہ سے ڈرو اور اور اگر تم ناسپاسی کروگے ۔ تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجت مند نہیں خود اپنی ذات میں محمود ہیں ۔

Marfat.com

یہ طریقہ کار تھا۔ جو مسلم خواتین کی آزادی کے لئے مشنری کانفرنسوں میں طے پایا اور صلیبی مشنریوں نے اس مقصد کے لئے انتھک کوششیں کیں۔

ایک امریکی یہودی مورخ جرا اپنی کتاب "آج کی عربی دنیا" میں کہتا ہے۔ (قریب کے زمانے میں عالم عربی کے بارے میں شائع ہونے والی کتابوں میں یہ کتاب بڑی اہم ہے۔[1])

"تعلیم یافتہ مسلمان عورت مذہبی تعلیمات سے بہت دور ہے اور معاشرے کو بے دین بنانے میں حد درجہ مفید ہے"۔ !؟

جو مقصد اس یہودی مصنف نے بتایا ہے۔ اس کے لئے ظاہر ہے کہ مشنری بہت زیادہ کوشش کریں گے۔ کیونکہ اگر عورت مسلمان رہ جائے خواہ جاہل ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بہرحال معاشرے کو بے دین بنانے کی مہم میں ایک بڑی رکاوٹ ثابت ہوگی۔ عورت ہی تو بچے کی پرورش کرتی ہے۔ اور مسلمان عورت تو خواہ جاہل کیوں نہ ہو۔ دوران تربیت بچوں میں اسلام کے ایسے بیج بو دیتی ہے کہ خواہ فساد اور بگاڑ کے عوامل کتنے ہی مؤثر کیوں نہ ہوں۔ اور لوگوں کی بربادی دین و ایمان کے کتنے ہی منظم پروگرام کیوں نہ ہوں۔ مسلمانوں میں پھر بھی اسلام کا کوئی نہ کوئی شائبہ باقی رہ جاتا ہے اور خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں پکا سچا مسلمان بن جائے اور اس خطرے کو راستے سے ہٹانا صلیبی سامراج اور یہودی سازش کے لیے ضروری ہے!!

اس لئے انہوں نے سوچا کہ مسلمان عورت کے دل سے اسلامی عقیدہ مٹنا چاہیے! اور عورتوں کی ایک ایسی کھیپ تیار ہونی چاہیے جو اسلام سے قطعاً ناواقف ہو! طریقہ اس کا بھی وہ ہی ہے جو پہلے مرد دل پر آزمایا جا چکا ہے یعنی تعلیم!

غرض صلیبی سامراج اور صیہونی سازش نے ترکی، مصر، ہندوستان، انڈونیشیا اور افریقہ میں آزادیٔ نسواں کی تحریکیں شروع کر دیں اور سرکاری اور مشنری اسکولوں میں خواتین کی وہ نسل تیار ہوئی۔ جو نہ صرف اسلام سے دور تھی بلکہ متنفر بھی تھی۔!

یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسلام جس نے مرد و عورت پر یکساں حصول علم فرض قرار دیا ہے۔ اگر کسی وقت نافذ العمل ہو تو وہ خواتین کی تعلیم میں رکاوٹ نہیں بنے گا لیکن

---

[1] یہ کتاب ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی ہے۔

Marfat.com

وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ مرد و زن کو ایسی تعلیم دی جائے جو اسلام ہی سے متنفر کر دے۔

صلیبی سامراج اور یہودی سازش کا تعلیم نسواں کا مدعا یہ نہیں تھا کہ خواتین تعلیم حاصل کریں اور مسلمان رہیں۔ بلکہ مدعا یہ تھا کہ خواتین تعلیم حاصل کریں اور اسلام سے آزاد ہو جائیں۔!

تعلیم نسواں کے مبارک قدم کے بعد دوسرا قدم یہ اٹھایا گیا کہ عالم اسلام میں کچھ اس قسم کا اجتماعی فکری اور اخلاقی حالات پیدا کئے گئے کہ عورت بے پردہ ہو جائے ۔ تاکہ بگاڑ مکمل ہو سکے!

غرض ایک بگڑی ہوئی نئی نسل تیار کی گئی۔ جن کے بگاڑ میں لکھنے والے، فن کار، افسانہ نویس صحافی، سینما اور ریڈیو والوں نے پورا پورا کردار ادا کیا ۔۔۔ ساتھ ہی زندگی کے مختلف مرحلوں پر اس بگاڑ کو مکمل کرنے کے لیے اختلاط کے مواقع مہیا کیے گئے ؛

عالم اسلام کی موجودہ نسل صلیبی سامراج اور یہودی سازش کا اصل سرمایہ ہے۔ کیونکہ یہی نسل اسلامی عقیدہ کے خاتمہ کے لئے فیصلہ کن وار کرنے والی ہے ۔۔۔ اور خاص طور پر موجودہ عالم اسلام کی "خاتون" جس کے بارے میں یہودی مصنف کہتا ہے ۔ کہ

"معاشرہ کو بے دین بنانے میں عورت زیادہ مؤثر کردار ادا کر سکتی ہے"۔

اور یہ بات صحیح بھی ہے۔ کیونکہ آج کی "تعلیم یافتہ حریت پسند خاتون" اپنے بچوں کے دل میں اسلام کے بیج نہیں بوئے گی۔ کیونکہ اس عقیدہ پر وہ خود ایمان نہیں رکھتی اور اسلام سے وہ متنفر ہے۔

اب صلیبی سامراج اور صیہونی سازشی دو صدیوں کی مسلسل جد و جہد سے چھٹکارا پا جائیں گے کیونکہ اب عورت تعلیم یافتہ اور حریت پسند ہونے کی بناء پر مسلمان بچے ہی نہیں پیدا کرے گی!

پھر بھی عورت پر گرفت مضبوط ہے اور اس کے دل میں اسلام دشمنی کے جذبات ابھارنے کا کام منظم طریقے پر جاری ہے!

اس مقصد کے لئے "حریت پسند خاتون" کو حصولِ حقوق کی الجھن میں مبتلا کر دیا گیا ہے اور یہ الجھن اس وقت تک دور نہیں ہو سکتی۔ جب تک اسلامی قوانین کا خاتمہ نہ کر دیا جائے۔ یا اس سے بھی خطرناک مہم کہ اسلام کے مفہوم و معنی کو بدل دیا جائے۔!

Marfat.com

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا

(سورۃ النساء ۱۳۱ - ۱۳۳)

اور اللہ ہی کی ملک ہیں۔ جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں۔ اگر ان کو منظور ہو۔ تو اے لوگو! تم سب کو فنا کر دیں اور دوسروں کو موجود کر دیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

جی ہاں :

اللہ کی سنت کا تقاضا ہے کہ ایک نئی نسل اُبھرے گی جو اللہ کی طرف لوٹ آئے گی !

Marfat.com

انسانیت کی اللہ کی طرف واپسی

جاہلیت جدیدہ۔ اور اس کے طاغوتوں کا گمان یہ ہے کہ اس نے اللہ کے دین کا خاتمہ کر دیا ہے!

درحقیقت جاہلیت جدیدہ اپنے اس گمان میں حق بجانب ہے! کیونکہ جو شخص دنیا کے نقشے پر اچٹتی ہوئی سی نظر بھی ڈالتا ہے۔ اس کو یہ صاف طور پر نظر آجاتا ہے کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر جاہلیت کے پھریرے اڑ رہے ہیں اور اسلام کا جھنڈا ہر جگہ سرنگوں ہے۔

لیکن ـــ انسانیت اللہ کے دین پر حکمران نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ — اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ — مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ (سورہ یوسف)

یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے کہ جاہلیت اسلام سے نبرد آزما ہوئی ہو۔ بلکہ اسلام کے بالمقابل جاہلیت کا موقف ہمیشہ ہی دشمنی اور عداوت کا رہا ہے۔

بہرکیف انسانیت اللہ کے دین پر حاکم نہیں ہے ـــ بلکہ اللہ ہی کا حکم نافذ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاہلیت کے فریب اور دھوکوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جس طرح اس کا جی چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اور دین کی دعوت کو پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کرتا ہے!

اللہ تعالیٰ جاہلیتوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے ـ یا ـــ ان کو اسلام کی ہدایت دے دیتا ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ — ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ — کہا اے برادران قوم۔ اللہ کی بندگی کرو۔ اس

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ — کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ میں تمہارے

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ — حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ — ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے جواب دیا

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ — ہم کو تو یہ نظر آتا ہے کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ — ہو۔ نوحؑ نے کہا اے برادران قوم میں کسی

Marfat.com

وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ
اُبَلِّغُكُمْ رِسَالٰتِ رَبِّيْ
وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ
اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ اَوَ
عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ
لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔
فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ
مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ
اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۔

گمراہی میں نہیں پڑا ہوں۔ بلکہ میں رب العالمین کا رسول ہوں، تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں، تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے، جو تمہیں معلوم نہیں ہے۔ کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا، کہ تمہارے پاس خود تمہاری اپنی قوم کے آدمی کے ذریعے سے تمہارے رب کی یاددہانی آئی تاکہ تمہیں خبردار کرے اور تم غلط روی سے بچ جاؤ اور تم پر رحم کیا جائے، مگر انہوں نے اسے جھٹلایا، آخر کار ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ایک کشتی میں نجات دی اور ان لوگوں کو ڈبو دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا۔ یقیناً وہ اندھے لوگ تھے۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْ قَوْمِهٖ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ قَالَ يٰقَوْمِ
لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ
مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ اُبَلِّغُكُمْ رِسَالٰتِ
رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ اَوَعَجِبْتُمْ
اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ اس نے کہا اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے پھر کیا تم غلط روی سے پرہیز نہ کرو گے۔ اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر رہے تھے، جواب میں کہا ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹے ہو۔ اس نے کہا اے برادران قوم میں بے عقلی میں مبتلا نہیں ہوں، بلکہ میں رب العالمین کا رسول ہوں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہارا ایسا خیر خواہ ہوں جس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے

Marfat.com

مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ
خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ
فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ
اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ
مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ
اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ
سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ
فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ
فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۔

کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس
خود تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعے
سے تمہارے رب کی یاد دہانی آئی تاکہ تمہیں خبردار
کرے بھول نہ جاؤ کہ تمہارے رب نے نوح کی
قوم کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا اور تمہیں خوب
تنومند کیا۔ پس اللہ کی قدرت کے کرشموں کو یاد
رکھو۔ امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔ انہوں نے جواب
دیا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ
ہی کی عبادت کریں اور انہیں چھوڑ دیں جن کی
عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ اچھا
تو لے آ۔ وہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر
تو سچا ہے اس نے کہا تمہارے رب کی پھٹکار
تم پر پڑ گئی اور اس کا غضب ٹوٹ پڑا کیا تم مجھ سے
ان ناموں پر جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا
نے رکھ لئے ہیں اور جن کے لئے اللہ نے کوئی سند
نازل نہیں کی ہے۔ اچھا تو تم بھی انتظار کرو میں بھی
تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ آخر کار ہم نے اپنی
مہربانی سے ہود اور اس کے ساتھیوں کو بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جو ہماری آیات کو جھٹلا چکے تھے
اور ایمان لانے والے نہ تھے۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ
بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ
اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ
اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا
اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی
کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ تمہارے
پاس تمہارے رب کی کھلی دلیل آگئی ہے۔
یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیئے ایک نشانی کے طور پر
ہے۔ لہٰذا اسے چھوڑ دو کہ خدا کی زمین میں چرتی پھرے

Marfat.com

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ
مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِى
الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا
قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا
فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا
فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ
الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ
اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ
اَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ
قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ
قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ
اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ فَعَقَرُوا
النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ
وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ

اس کو کسی بُرے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا، ورنہ ایک
دردناک عذاب تمہیں آلے گا۔ یاد کرو وہ وقت
جب اللہ نے قوم عاد کے بعد تمہیں ان کا جانشین
بنایا اور تم کو زمین میں یہ منزلت بخشی کہ آج تم اس
کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے اور
اس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے
ہو، پس اس کی قدرت کے کرشموں سے غافل نہ
ہو جاؤ اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔ اس کی
قوم کے سرداروں نے جو بڑے بنے ہوئے تھے
کمزور طبقہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لے
آئے تھے کہا کیا تم واقعی یہ جانتے ہو کہ صالح اپنے
رب کا پیغمبر ہے۔ انہوں نے جواب دیا بیشک
جس پیغام کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے، اسے ہم
مانتے ہیں۔ ان بڑائی کے مدعیوں نے کہا جس
چیز کو تم نے مانا ہے ہم اس کے منکر ہیں۔ پھر
انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا اور پورے تمرد
کے ساتھ اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کر گزرے اور صالح سے کہہ دیا کہ لے آؤ وہ عذاب
جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے۔ اگر تو واقعی پیغمبروں
میں سے ہے۔ آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے
انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے
پڑے رہ گئے اور صالح یہ کہتا ہوا ان کی بستیوں سے
نکل گیا کہ اے میری قوم میں نے اپنے رب کا پیغام
تجھے پہنچا دیا اور میں نے تیری بہت خیر خواہی کی
مگر میں کیا کروں کہ تجھے اپنے خیر خواہ پسند ہی نہیں ہیں۔
اور لوط کو ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا، پھر یاد کرو جب

Marfat.com

بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ
اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً
مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
مُّسْرِفُوْنَ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ
اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ
مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ
اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ فَاَنْجَيْنٰهُ
وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ
كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ وَ
اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ
بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ
وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ
بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَلَا
تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ
وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا
عِوَجًا وَّاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ

اس نے اپنی قوم سے کہا۔ کیا تم ایسے بے حیا ہو گئے
ہو کہ وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی
نے نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے
اپنی خواہش پوری کرتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم
بالکل ہی حد سے گذر جانے والے لوگ ہو۔ مگر اس
کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ نکالو ان لوگوں
کو اپنی بستیوں سے بڑے پاکباز بنتے ہیں، یہ آخر کار
ہم نے لوط اور اس کے گھر والوں کو — بجز اس کی
بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی — بچا کر
نکال دیا اور اس قوم پر برسائی ایک بارش پھر دیکھو
کہ ان مجرموں کا کیا انجام ہوا۔ اور مدین والوں کی
طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ اس نے کہا
اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا
تمہارا کوئی خدا نہیں ہے تمہارے پاس تمہارے رب
کی صاف رہنمائی آ گئی ہے۔ لہٰذا وزن اور پیمانے پورے
کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین
میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی
ہے۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اگر تم واقعی مومن
ہو اور زندگی کے ہر راستے پر رہزن بن کر نہ بیٹھ
جاؤ کہ لوگوں کو خوف زدہ کرنے اور ایمان لانے
والوں کو خدا کے راستے سے روکنے لگو اور سیدھی
راہ کو ٹیڑھا کرنے کے درپے ہو جاؤ۔ یاد کرو وہ
زمانہ جب کہ تم تھوڑے تھے، پھر اللہ نے تمہیں
بہت کر دیا اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ دنیا میں

Marfat.com

قَلِيلًا مِّنكُمْ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ۔ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا يَكُونُ لَنَا أَن نَّعُودَ فِيهَا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ۔ فَتَوَلَّىٰ

مفسدوں کا کیا انجام ہوا ہے۔ اگر تم میں سے ایک گروہ اس تعلیم پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان لاتے ہیں اور دوسرا ایمان نہیں لاتا تو صبر کے ساتھ دیکھتے رہو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی قوم کے سرداروں نے جو اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مبتلا تھے۔ اس سے کہا اے شعیب ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ اپنی بستی سے نکال دیں گے ورنہ تم لوگوں کو ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا شعیب نے جواب دیا کیا ہمیں زبردستی پھرایا جائے گا۔ خواہ ہم راضی نہ ہوں۔ ہم اللہ پر جھوٹ گھڑنے والے ہوں گے۔ اگر تمہاری ملت میں پلٹ آئیں۔ جب اللہ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے۔ ہمارے لئے تو اس کی طرف پلٹنا اب کسی طرح ممکن نہیں۔ الا یہ کہ خدا ہمارا رب ہی ایسا چاہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ اسی پر ہم نے اعتماد کر لیا۔ اے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے اور تو بہترین کرنے والا

ہے اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر چکے تھے۔ آپس میں کہا اگر تم نے شعیب کی پیروی قبول کر لی تو

Marfat.com

عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ
اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ
لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ
كٰفِرِيْنَ۔

وَمَا اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ
مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا
بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ
يَضَّرَّعُوْنَ
ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ
السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى
عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ

مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ
وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ
بَغْتَةً وَّ
هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا
وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔
اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ

برباد ہو جاؤ گے۔ مگر ہوا یہ کہ ایک دہلا دینے
والی آفت نے ان کو آلیا اور وہ اپنے گھروں
میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔ جن
لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا۔ وہ ایسے مٹے
کہ گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے اور
شعیب یہ کہہ کر ان کی بستیوں سے نکل گئے کہ اے
برادرانِ قوم میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں
پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا
اب میں اس قوم پر کیوں افسوس کروں جو قبول حق
سے انکار کرتی ہے۔

اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی بستی میں
نبی بھیجا ہو اور اس بستی کے لوگوں کو پہلے تنگی
اور سختی میں مبتلا نہ کیا ہو۔ اس خیال سے شاید کہ
وہ عاجزی پر اتر آئیں۔ پھر ہم نے ان کی بدحالی
کو خوش حالی میں بدل دیا۔ یہاں تک کہ وہ خوب پھلے
پھولے اور کہنے لگے کہ ہمارے اسلاف پر بھی
اچھے اور برے دن آتے ہی رہتے ہیں۔ آخر کار
ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔
اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش
اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین سے برکتوں کے
دروازے کھول دیتے۔ مگر انہوں نے تو جھٹلایا۔
لہٰذا ہم نے اس بری کمائی کے حساب میں انہیں
پکڑ لیا۔ جو وہ سمیٹ رہے تھے۔
پھر کیا بستیوں کے لوگ اب اس سے بے خوف

Marfat.com

يَاتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّ هُمْ
نَائِمُوْنَ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى
اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّ
هُمْ يَلْعَبُوْنَ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ
فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا
الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

(سورۃ الاعراف ۵۹-۹۹)

ہوگئے ہیں کہ ہماری گرفت کبھی اچانک ان پر رات کے وقت نہ آجائے گی جب کہ وہ سوتے پڑے ہوں یا انہیں اطمینان ہوگیا ہے کہ ہمارا مضبوط ہاتھ کبھی یکایک ان پر دن کے وقت نہ پڑے گا جب کہ وہ کھیل رہے ہوں۔ کیا یہ لوگ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں۔ حالانکہ اللہ کی چال سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے۔ جو تباہ ہونے والی ہو۔

اللہ کا انسانیت سے ہمیشہ یہی معاملہ رہا ہے!

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ
وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَ
لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

کافروں کے بارے میں یہ نہ سمجھو کہ وہ زمین میں بھاگ کر ہم کو ہرا دیں گے۔ (سورہ نور ۵۷)
اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ (سورہ یوسف - ۲۱)

جاہلیت خواہ کتنی ہی سرکش کیوں نہ ہو۔ اللہ کو عاجز نہیں بنا سکتی۔ بلکہ اللہ کی سنت زمین میں نافذ ہو کر رہتی ہے اور اللہ کی سنت یہ ہے کہ پہلے وہ لوگوں کو سختی اور مصائب میں ڈال کر آزماتا ہے شاید کہ وہ اللہ سے ڈر کر اس کی طرف آجائیں۔ اگر لوگ نہیں ڈرتے تو اللہ تعالیٰ برائی کو اچھائی سے بدل دیتے ہیں اور لوگوں کو بے پناہ نعمتیں عطا فرماتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اللہ کو بھول جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد بھی تنگی اور آسائش دونوں حالتوں میں رہے ہیں ہم بھی انہیں کی طرح کبھی تنگی میں ہوتے ہیں اور کبھی آسائش میں! جب لوگوں کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں اچانک آلیتا ہے۔ اور انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا!

ہم آج محسوس کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ انسانیت میں تبدیلی کا ہو چکا ہے — یا — تو — جاہلیت کے مارے ہوئے کافروں کی تباہی — یا — پھر ان کو ہدایت دی جانے والی ہے۔ یا — انسانیت میں سے کوئی نوخیز نسل دین الٰہی کو لے کر اٹھنے والی ہے۔

Marfat.com

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ — اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ — نہیں ہیں (سورۂ یوسف ۲۱)

اب پھر اگر ہم دنیا کے نقشے پر نظر ڈالیں۔ تو اب دنیا اس طرح جاہلیت میں ڈوبی ہوئی معلوم نہیں ہوتی، جیسا کہ پہلی نظر میں معلوم ہوتی تھی اب کچھ دُور نور کی کرنیں پھوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی ہیں۔

اور — اسی نور کی روشنی میں میں یہ کتاب لکھ رہا ہوں! کہ دورِ جاہلیت کے افق پر ایک نور کی کرن پھوٹ رہی ہے!

کسی بھی شخص کو اللہ نے غیب کا علم نہیں دیا ہے۔ لیکن ہم اللہ کی ناقابل تبدیل سنت معلوم کر سکتے ہیں — اور اللہ کی سنت اب پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔

اللہ کی طرف ہدایت — یا — تباہی! و ہلاکت!

کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت نہیں کہ پوری انسانیت ہی تباہ ہو جائے۔ اس لئے اللہ کی طرف ہدایت یقینی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ انسانیت اللہ کی ہدایت کو اپنا لے گی۔ اور اس خوش آئند مستقبل کی بشارتیں جاہلیت کی تاریکی میں چمکتی ہوئی صاف نظر آ رہی ہیں۔!

آج جاہلیت کے زیرِ سایہ انسانیت ایک بھیانک بدقسمتی اور بدبختی سے دوچار ہے۔

لوگ عذاب الیم میں مبتلا ہیں!

قلق و بے چینی لوگوں کے اعصاب کو معطل کیے دے رہی ہے۔

سیاست، اقتصاد، اجتماع۔ اخلاق اور جنسی تعلقات کا بھیانک بگاڑ انسانیت پر مظالم ڈھا رہا ہے۔!

یہ سب علامات ہیں اس بات کی کہ انسانیت اللہ کی طرف لوٹنے والی ہے۔

انسانیت کی یہ بدبختی اس کی قوتِ برداشت سے زیادہ — اور یہ عذاب الیم انسانیت کو کچلنے والا ہے —

جاہلیت چونکہ اللہ کی دشمن ہے۔ اس لئے وہ شقاوتوں اور بدبختیوں کو برداشت کر رہی ہے — یا — اس لئے برداشت کر رہی ہے کہ اس کے منافع کی تکمیل اسی راستے سے ہو سکتی ہے!

کچھ بھی ہو — ہلاکت و تدمیر انسانیت کی گہرائیوں تک اتر چکی ہے اور انسانیت تباہی کے غار

Marfat.com

میں گرنے والی ہے۔

اللہ کی دشمن موجودہ انسانیت تباہ ہو جائے گی۔ اور آئندہ نسل اللہ کے دین کو لے کر اٹھے گی اور اس کو عملاً نافذ کرے گی۔! موجودہ نسل کے انکار کی وجہ سائنس اور علم ہے !

شیطانوں نے لوگوں کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ سائنس اور علم ایمان باللہ کے منافی ہے اور علم نے قرونِ وسطیٰ کے "خدا" وغیرہ کی خرافات کا قصہ پاک کر دیا ہے !

گویا ترقی علم بھی شیطانوں کے ہاتھ میں ایک زبردست ہتھیار ہو گئی کہ جوں جوں علم ترقی کرتا جاتا ہے، لوگ اللہ سے دُور ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن سائنس دان جو پہلے لوگوں کو کفر کی طرف لے گئے تھے اب خود اللہ کی طرف آ رہے ہیں

یہاں ہم سائنس دانوں کے کچھ بیانات نقل کریں گے، جو ہم پہلے بھی کر چکے ہیں !

ماہر طبیعیات و ریاضیات سر جیمز جینز کہتے ہیں ۔

"قدیم سائنس ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ طبیعت صرف ایک راستے پر گامزن ہے، جو اس کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے متعین کر دیا گیا ہے۔ علت و معلول کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ اگر "ا" وقوع پذیر ہوتا ہے۔ تو "ب" ضرور رونما ہوتی ہے ۔

لیکن جدید سائنس کہتی ہے کہ "ا" کے بعد "ب" بھی آ سکتی ہے اور "ج" اور "د" بھی !

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ "ب" کے وقوع پذیر ہو جانے کے امکانات "ج" سے زیادہ ہیں اور "ج" کے رونما ہونے کے امکان "د" سے زیادہ ہیں۔ بلکہ "ب"، "ج" اور "د" کے وقوع پذیر ہونے کے امکانات کی تجدید بھی کی جا سکتی ہے۔ لیکن یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ جدید سائنس صرف احتمالات کے بارے میں گفتگو کرتی ہے اور جو کچھ لازمی طور پر وقوع پذیر ہونا چاہیئے اسے اقدار پر چھوڑ دیتی ہے"۔

جامعہ فرینکفرٹ کے نباتیات و حیاتیات کے استاد ارنسٹ چارلس رسل کہتے ہیں

"اس بارے میں کہ جمادات سے زندگی کس طرح ظہور پذیر ہوئی۔ کئی نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ حیات پروٹوجین سے پیدا ہوئی ہے یا فیروس سے پیدا ہوئی ہے۔ یا پروٹین کے بعض بڑے بڑے اجزا کے آپس میں مل جانے سے پیدا ہوئی۔ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان نظریات نے جمادات سے زندگی کی تشکیل کا درمیانی

خلا پُر کر دیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جمادات سے زندگی کے صدور کے بارے میں تمام نظریات غلط ہیں۔ کوئی بھی شخص جو اللہ کے وجود کا منکر ہو۔ اس قول کی کوئی دلیل نہیں رکھتا کہ اتفاقیہ چند اجزا کے آپس میں مل جانے کی بنا پر زندگی وجود پذیر ہوئی ہو اور پھر اس نے وہ شکل اختیار کر لی، جو ہم زندہ خلیوں میں دیکھتے ہیں۔ ہر شخص کو کھلی آزادی ہے کہ وہ زندگی کے وجود پذیر ہونے کی اس توجیہہ کو درست مان لے۔ لیکن اس توجیہہ پر ایمان لانے کے بعد انسان اس سے کہیں زیادہ الجھنوں میں مبتلا ہو جائے گا، جتنا کہ وہ اللہ پر اعتقاد رکھ کر ہو سکتا ہے۔ جس نے اشیاء کو اپنے حسن تدبیر سے پیدا کیا ہے"

"میں سمجھتا ہوں کہ ہر زندہ خلیہ میں اس قدر پیچیدگیاں ہیں کہ اس کا سمجھنا بہت مشکل ہے زمین پر موجود کروڑھا خلیے اللہ کے وجود کی گواہی دے رہے ہیں۔ اسی لئے میں تو اللہ پر نہایت پکا سچا ایمان رکھتا ہوں"

ولیم ابر فنج کہتے ہیں۔ (جامعہ ایوی سے ڈاکٹر۔ ماہر نباتیات۔ مشگین یونیورسٹی میں طبیعیات کے پروفیسر)

"علوم سائنس ہمیں یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ یہ لامتناہی اور غیر معمولی چھوٹے چھوٹے نقطے کس طرح پیدا ہوئے اور کس طرح یہ زندگی کی تشکیل کے لیے آپس میں مل جاتے ہیں۔ میں نے حیاتیات کے مطالعہ میں کافی وقت گذارا ہے اور حیاتیات، زندگی کے مطالعہ کے لیئے بہت بڑی جولان گاہ ہے اور اللہ کی مخلوقات کا مطالعہ انتہائی دلچسپ ہے۔ ذرا سڑک کے کنارے اُگے ہوئے برسیم ہی کو دیکھ لیجئے۔ انسان کے بنائے ہوئے تمام آلات اور مشینیں بھی اس حقیر سے پودے کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ یہ ایک زندہ مشین ہے جو شب و روز مصروف عمل ہے اور ہزاروں کیمیائی اور طبعی حالات سے گذر رہی ہے — اور یہ تمام عمل پروٹوپلازم کے ماتحت ہو رہا ہے۔ وہ مادہ جو تمام کائنات کی ترکیب میں شامل ہے۔

یہ زندہ اور پیچیدہ مشین آخر کس طرح پیدا ہو گئی؟ ظاہر ہے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صرف اس پودے کو پیدا ہی نہیں کیا۔ بلکہ اسے زندگی بھی بخشی اور اسے

Marfat.com

اپنے وجود کی حفاظت کا سلیقہ دیا کہ وہ اپنے تمام خواص اور ممیزات کے ساتھ ہر آنے والے زمانے میں اپنے وجود کو برقرار رکھے اور اپنے آپ کو دوسرے نباتات سے ممتاز رکھ سکے ——

زندگی کی کثرت کا مطالعہ زیادہ دلچسپ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت پر زیادہ دلالت کرنے والا ہے"۔

یہاں ہم نے بطورِ مثال چند اقتباسات نقل کر دیئے ہیں اور یہ سارے اقتباسات صرف ایک کتاب سے لئے گئے ہیں۔ جو اللہ پر ایمان و یقین سے پُر ہے۔ اگرچہ ان میں سے اکثر تصورات پر جاہلیت کی پرچھائیں صاف معلوم ہوتی ہے[1]

غرض یہ ہیں سائنس دانوں کی شہادات — یہ ہی سائنس دان پہلے انسانیت کو کفر کی طرف لے گئے مگر اب خود اللہ کے وجود کے قائل ہو رہے ہیں۔

موجودہ دور کے مختلف نظامہائے زندگی کی تباہی بھی انسانیت کو اللہ کی طرف لے جانے والی ہے! سرمایہ داری نظام دنیا کے اکثر حصے میں پامال ہو چکا ہے اگرچہ امریکہ میں ابھی تک موجود ہے لیکن وہاں بھی دم توڑ رہا ہے —— سرمایہ داری کے زوال کا سبب تاریخ کی مادی اور اقتصادی جبریت نہیں بلکہ اللہ کی سنت ہے — اور اللہ کی سنت یہ ہے کہ اس نظام کی برائیاں اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہیں، اس لئے اب اسے ختم ہو جانا چاہیئے۔ رہ گئی اشتراکیت جو جاہلیت کی نئی پیداوار ہے وہ بھی زوال پذیر ہونا شروع ہو گئی!

مارچ ۱۹۶۴ء میں خروشچیف نے کہا تھا کہ اُجرتوں میں مطلق مساوات کو ختم کرنا پڑے گا۔ پیداوار کی زیادتی کے لیے انفرادی دلچسپی پیدا کرنا ضروری ہے اور اجتماعی کاشت کا طریقہ بہت کم پیداوار کا حامل ہے[1]! خروشچیف کے قول کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ یہ مارکسیت و لینینیت سے انکار ہے۔ یہ اشتراکیت سے کسی دوسرے نظام کی طرف انحراف ہے۔

سرمایہ داری اور اشتراکیت یہی دو نظام جاہلیت جدیدہ میں نافذ العمل ہیں۔ اگر یہ بطورِ فکر اور بطورِ نظام فیل ہو گئے —— خواہ ان کی سیاسی طاقت کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو تو کسی نئے نظام کو اس خلا کو پُر کرنا چاہیئے —— سیاسی قوت کو مدِ نظر نہیں رکھا جا سکتا۔ بلکہ اس "فکر" کو دیکھا جاتا ہے، جو سیاسی قوت پر حاکم اور کارزارِ حیات میں اسے کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔

---

[1] بعد میں آنے والے انقلاب سے بھی خروشچیف کی سیاست میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

Marfat.com

ان دونوں نظام کے خاتمہ کے بعد تیسرا نظام اسلام ہی ہو سکتا ہے۔

کیونکہ اب دنیا میں کوئی نظام ایسا باقی نہیں ہے جس کا انسانیت تجربہ کرے — اور جو سرمایہ داری اور اشتراکیت کی طرح انتہا پسند ہونے کے بجائے معتدل ہو — یہ اعتدال کی راہ صرف اسلام ہے + اور اس کے ماننے والے مسلمان ہیں۔

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ	اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پہلے بھی
مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ	اور اس میں بھی تاکہ تمہارے رسول گواہ ہوں
الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ	اور تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو۔
وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔	(سورۃ الحج-۷۸)
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً	اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دیا ہے جو
وَسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ	نہایت اعتدال پر ہے۔ تاکہ مخالف لوگوں کے
عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ	مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول گواہ ہوں۔
عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (سورہ البقرہ ۱۴۳)	

یہ بشارتیں اور دلائل ہیں۔ اس بات کے کہ انسانیت اللہ کی طرف رجوع کرنے والی ہے۔!

مندرجہ بالا نشانیوں کے علاوہ انسانیت کی اللہ کی طرف واپسی پر ایک تاریخی دلیل بھی ہے۔

امریکہ جو جاہلیت جدیدہ کا مرکز ہے۔ جس نے ایشیا اور افریقہ میں اسلام کو ختم کرنے کی بے پناہ کوششیں کی ہیں اور اسلام کے خاتمہ کے لیے اپنے تمام تر وسائل کام میں لایا ہے — اور صلیبی مکر اور یہودی سازش بھی اسلام کے خاتمہ کے لئے متحد ہو گئے — اسی امریکہ — اور جاہلیت کے گڑھ میں ایک زندہ و متحرک اسلامی تحریک بیدار ہو رہی ہے۔ جو اسلامی نظام کے قیام کی خواہاں ہے یہ جاہلیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا تمسخر ہے اور جاہلیت کا استہزا ہے کہ صلیبی فریب اور یہودی سازش نے عالم اسلام میں اسلام کے خلاف جنگ برپا رکھی — اور ہر تحریک اسلامی کو کچل ڈالا اور یہ سمجھنے لگے کہ ہم نے اسلام کو اس کے تقلیدی وطن میں کچل ڈالا ہے۔ اور اب اسلام میں دم نہیں رہا کہ وہ کسی وقت جاہلیت کے مقابلہ پر آسکے — تو جاہلیت کے متوالے فرحاں و شاداں اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور اپنی کامیابیوں پر خوشی سے ہاتھ ملنے لگے۔

لیکن اچانک خود ان کے گھر میں ایسی مصیبت آئی کہ ان کے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے

Marfat.com

کس طرح چھٹکارہ پائیں۔

مسلمانوں کو ہر قسم کی تکلیفیں قید و بند کی صعوبتیں دی گئیں اور مسلمانوں کو اس ماحول میں جکڑنے کی پوری پوری کوششیں کیں جو انہوں نے مسلم ممالک پیدا کئے تھے۔ لیکن اب خود ان کے ملک میں اسلام کی آواز سنائی دی جا رہی ہے۔ یہ ہے اللہ کا مذاق جاہلیت کے ساتھ! —

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔ (آل عمران ۵۴)

اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی۔ اور اللہ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں۔

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ۔ (الاعراف - ۹۹)

کیا یہ لوگ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں حالانکہ اللہ کی چال سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو تباہ ہونے والی ہو۔

مندرجہ بالا بیان سے آپ یہ بھی محسوس کر سکتے ہیں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔!

جاہلیت کے متوالے اس خیال میں ہیں کہ انہوں نے اللہ کے دین کو زمین سے ختم کر دیا ہے۔ اور انہوں نے دین کا تصور بھی ناممکن بنا دیا ہے لیکن انسان اللہ کے دین پر حکمران جو لوگ جاہلیت کے گڑھ میں زندگی گذار رہے ہوں اور جاہلیت کے تمام زہر پی چکے ہوں۔ وہ اچانک مسلمان ہو جائیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے انسانیت کو ہدایت پر لانے کی ایک مثال ہے۔

مستقبل کا انسان یقیناً اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔

اور یہ امر اللہ کے لیے بالکل آسان ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے راستے کی طرف ہدایت عطا فرمائے۔ جیسا کہ ہم اخبار و رسائل میں اس قسم کی خبریں دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اللہ کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم کی طرف آ رہے ہیں۔

جاہلیت کے ہر قسم کے مکر کے باوجود یہ کام اللہ پر بالکل آسان ہے۔

جاہلیت کے مکر و فریب اللہ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے!

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

عالم اسلام میں بسنے والے نام نہاد مسلمان اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کا پشتارہ لادے ہوئے پیش ہوں گے۔!

Marfat.com

دین کے بارے میں تہا دن۔ صالح معاشرے کے قیام کے لئے عملی جد وجہد نہ کرنا۔ جاہلیت کی اتباع کرنا۔ زندگی کا جاہلی مفہوم اختیار کرنا اور دین کے بارے میں جاہلیت کے پہنائے ہوئے معانی کو اختیار کرنا امت مسلمہ کے ایسے عظیم گناہ ہیں کہ وہ اللہ کے عذاب سے کسی صورت نہیں بچ سکتے !

مستقبل میں مسلمانوں کے ان گناہوں کے پشتارہ کا بوجھ اور بھی بڑھ جائے گا۔ جب انسانیت تو اللہ کے راستے کو اپنا رہی ہوگی اور عالم اسلام کا نام نہاد مسلمان۔ اسی طرح ذلت و جہالت کا شکار ہوگا ! جی ہاں ! اسلام برپا ہوگا اور مسلمان اسی طرح ذلت و مسکنت جہالت اور کمزوری کا شکار ہوں:

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیْرًا	اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں مٹا کر تمہاری جگہ ایک نئی قوم لے آئے اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے ۔ (النسآ ۔ ۱۳۳)

یہ نام نہاد مسلمان مستقبل میں عار و شرمندگی کا شکار ہوں گے۔ جب یہ دیکھیں گے کہ دوسری اقوام اللہ کے دین کو قائم کرنے اٹھ رہی ہیں اور یہ بدستور ذلت و مسکنت کا شکار ہیں !

اب خواہ یہ مسلمان جماعت خواب غفلت سے بیدار ہو یا یہ غفلت موت کی غفلت سے ۔ خواہ دین کے مقابل قوتیں۔ دین کا مقابلہ چھوڑ دیں یا مقابلہ زیادہ سخت اور کٹھن ہو جائے !

انسان اللہ کی طرف لوٹ کر رہے گا ! مستقبل کا انسان پکا سچا مومن ہوگا :

جتنا آج کفر پھیلا ہوا ہے۔ جس قدر عذاب الیم میں آج کی انسانیت مبتلا ہے ۔ اور — جس قدر طاغوتی تاریکیاں ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیئے ہوئے ہیں — اسی قدر مستقبل اللہ کے نور سے روشن ہو جائے گا ! اور اس نور کی کرنیں، جاہلیت کی تاریکیوں میں سے پھوٹنی شروع ہو چکی ہیں ! یقیناً کل اللہ کا دین روشن ہونے والا ہے۔

خواہ ہم اپنی مختصر سی عمر میں اللہ کے دین کو پھیلتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، یا ہمارے بعد آنے والی نسل اللہ کے نور کی ٹھنڈک میں آجائے — یہ یقینی ہے — کہ —

انسانیت اللہ کی طرف لوٹنے والی ہے ۔

اور — پھر انسانیت کا اللہ پر ایمان بہت پختہ اور مکمل ہوگا !

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ (الصف ۔ ۸)	اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا اگرچہ کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں ۔

Marfat.com

DATA ENTERED

جدید جاہلیت

اَلجَاهِلِيَّةُ فِي القَرنِ العِشرِين

(56)

محمد قطب

ترجمہ

ساجد الرحمٰن صدیقی

اسلامک بک پبلشرز: پوسٹ بکس ۲۰۲۱۰ کویت

UNIVERSAL BOOKS
302 Zulqarnain Chambers
Qapal Road, Lahore.

Marfat.com